عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ ختم نبوۃ
INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۳ | یکم تا ۸ ذوالحجہ ۱۴۴۵ھ مطابق ۸ تا ۱۵ جون ۲۰۲۴ء | شمارہ: ۲۲

تحریکِ ختمِ نبوت چند یادیں

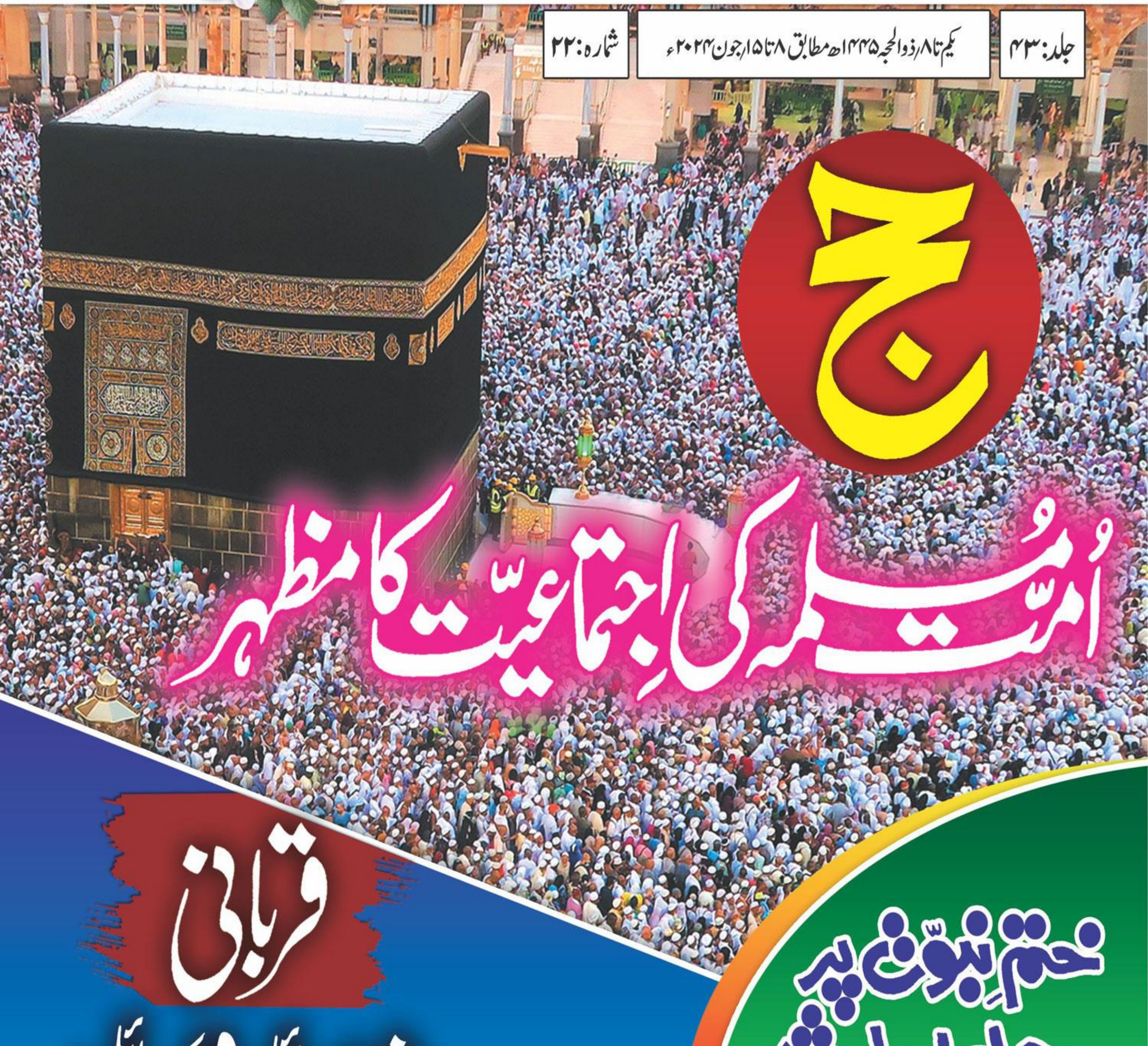

حج
اُمتِ مسلمہ کی اجتماعیت کا مظہر

قربانی
فضائل و مسائل

ختمِ نبوت پر چہل احادیث

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

بلاعذر اپنی کنکریاں مارنے کے لئے دوسرے کو دینا

س:.... کیا ایک حاجی اپنی کنکریوں کے ساتھ دوسرے حاجی کی بھی کنکریاں مار سکتا ہے؟

ج:.... جمرات کی رمی خود ہی کرنا واجب ہے اور اس کے ترک پر دم لازم آتا ہے۔ لہٰذا بلاعذر اپنی کنکریاں کسی دوسرے کے حوالے کرنا جائز نہیں، ایسا کرنے سے حج ناقص ہوگا، ان کا دم لازم ہوگا اور قصداً حج کا واجب چھوڑنے کی وجہ سے گناہگار بھی ہوگا، کیونکہ جو شخص خود رمی کرنے پر قادر ہو اس کی طرف سے کسی دوسرے شخص کا رمی کردینا کافی نہیں، بلکہ اس کے ذمہ پیدل یا سوار ہوکر بذاتِ خود رمی کرنا لازم ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص ایسا بیمار یا معذور ہو کہ وہ خود جمرات تک آنے کی طاقت نہیں رکھتا تو اس کی طرف سے نیابت جائز ہے کہ اس کے حکم سے دوسرا شخص اس کی طرف سے رمی کردے۔

فجر اور عصر کی نماز کے بعد نوافل

س:...... کیا فجر اور عصر کی اذان کے بعد نماز سے پہلے نفل ادا کئے جاسکتے ہیں؟ اور قضائے عمری ان دو نمازوں کی کب ہوگی؟

ج:...... سحری کا وقت ختم ہوتے ہی فجر کا وقت شروع ہوجاتا ہے، اس وقت سے لے کر سورج نکلنے تک سوائے فجر کی دو سنت اور دو فرض کے کوئی اور نفل نماز پڑھنا منع ہے۔ لیکن قضائے عمری کی نماز اس دوران ادا کی جاسکتی ہے، بہتر ہے کہ سب کے سامنے ادا نہ کی جائے، عصر کی اذان کے بعد سنت اور نفل ادا کرسکتے ہیں، جب تک کہ عصر کے فرض نہ ادا کرلیں۔ عصر کے فرض ادا کرنے کے بعد سورج غروب ہونے تک نفل نماز یا طواف کی دو رکعت ادا کرنا منع ہے، لیکن اس دوران قضائے عمری ادا کرسکتے ہیں۔ اگر عصر کے بعد طواف کیا ہو تو دو رکعت طواف مغرب کے فرض پڑھنے کے بعد ادا کریں، مغرب کا وقت داخل ہونے پر فرض ادا کرنے سے پہلے احناف کے نزدیک کوئی نفل یا سنت نہیں۔

رکوع و سجود کی تسبیحات کی تعداد

س:...... اکثر امام صاحب کے رکوع و سجود کے دورانیے کی طوالت میں فرق آجاتا ہے تو تسبیحات کی گنتی میں بھی فرق آجاتا ہے، اس میں کوئی حرج تو نہیں ہے؟

ج:...... نہیں! اس میں کوئی حرج نہیں، تین، پانچ، سات طاق عدد میں تسبیحات پڑھ سکتے ہیں۔

خواتین کا گھر پر نماز پڑھنا افضل ہے

س:...... مجھے معلوم کرنا ہے کہ اگر خواتین باقاعدہ حرم شریف جانے کی بجائے اپنی رہائش گاہ پر ہی نماز ادا کرلیں تو اجر وثواب میں فرق تو نہیں آئے گا؟ حرم صرف طواف کے لئے جائیں۔

ج:...... خواتین کے لئے افضل یہی ہے کہ وہ اپنی رہائش گاہ پر ہی نمازیں ادا کریں، ایسا کرنے سے ان کے اجر وثواب میں کوئی فرق نہیں آئے گا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ”خواتین کے لئے اپنے گھر پر ہی نماز پڑھنا افضل ہے“ اور یہی حکم حرم کی نمازوں کے لئے بھی ہے۔ حرم میں صرف طواف کے لئے جائیں اور اس میں بھی کوشش کریں کہ مردوں کے ہجوم سے دور رہیں، اگر ممکن نہ ہو تو معذور ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

جلد:۴۳ یکم تا ۸ ذوالحجہ ۱۴۴۵ھ مطابق ۸ تا ۱۵ جون ۲۰۲۴ء شمارہ:۲۲

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

حج پر جانے والوں کے لئے ہدایات	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
حج.... امت مسلمہ کی اجتماعیت کا مظہر	۸	مولانا عبدالاحد حقانی
فضائل و مسائل قربانی...	۱۰	مولانا مفتی عبدالشکور ترمذیؒ
تحریک ختم نبوت کی چند یادیں!	۱۳	حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ
عقیدۂ ختم نبوت پر چہل احادیث مبارکہ	۱۶	ڈاکٹر محمد سلطان شاہ
عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس، ضلع صوابی	۱۸	مولانا نعیم اللہ حقانی نقشبندی
.....سیرت طیبہ کی اتباع کی جائے	۲۱	شیخ الحدیث مولانا روح الامین
سالانہ ختم نبوت کانفرنس، ایبٹ آباد	۲۳	محمد سجاد اعوان
اسمارٹ فون... دورِ حاضر کا عظیم فتنہ (۱۲)	۲۴	حضرت فیروز عبداللہ میمن مدظلہ

بنیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ: ۲۵ روپے، ششماہی: ۶۰۰ روپے، سالانہ: ۱۲۰۰ روپے

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِنبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمہ اللہ ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ

قسط:۸۲ فصل:... اہجری کے واقعات

۳۸:.....قیس بن صرمہؓ کا اسلام:..... اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری کے بعد قیس بن صرمہ الانصاری اسلام لائے، انہیں کا یہ قصہ ہے کہ رمضان مبارک کا روزہ تھا، اِفطار کے وقت گھر میں کھانے پینے کو کچھ نہ ملا، ان دنوں رات کو سوجانے کے بعد کھانا پینا حرام تھا، چنانچہ بغیر کچھ کھائے پیئے اگلے دن کا روزہ رکھ لیا، مگر اس روزے کی وجہ سے انہیں بہت ہی مشقت لاحق ہوئی، انہیں کے حق میں اللہ جل شانہٗ نے یہ آیت نازل فرمائی: ’’وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ‘‘ (البقرۃ:۱۸۷) ترجمہ:.....’’اور کھاؤ پیؤ اس وقت تک کہ تم کو سفید خط صبح (صادق) کا متمیز ہوجاوے سیاہ خط سے۔‘‘

۳۹:.....سلمان فارسیؓ کا اسلام:.....اسی سال ابوعبداللہ سلمان بن عبداللہ الفارسی رضی اللہ عنہ اسلام لائے، آپ کو’’سلمان بن اسلام‘‘ اور ’’سلمانِ خیر‘‘ بھی کہا جاتا ہے۔ اس سے قبل مجوسی مذہب رکھتے تھے، اور ایک یہودی شخص کے، جس کا نام عثمان بن الاشہل القرظی تھا، غلام تھے۔ اس سے پہلے کسی اور کے غلام رہ چکے تھے یہاں تک کہ دس سے زیادہ آقاؤں کے یہاں منتقل ہوئے، جب اسلام لائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس یہودی سے چالیس اوقیہ میں خرید لیا، اس یہودی کا کھجور کا باغ پھل نہیں لاتا تھا، اس لئے اس یہودی نے یہ شرط بھی رکھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے باغ میں اپنے دست مبارک سے کھجور کے پودے لگائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شرط قبول فرمالی اور اپنے دست مبارک سے تین سو پودے لگائے، اللہ کی شان کہ وہ تمام درخت اسی سال بارآور ہوئے، اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے عظیم الشان معجزہ تھا، علاوہ ازیں حضرت سلمانؓ کی آزادی کے لئے اس یہودی کو چالیس اوقیے بھی عطا فرمائے، یوں حضرت سلمانؓ کو آزادی نصیب ہوئی۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے اسلام کا واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری سے پانچ دن بعد کا واقعہ ہے، بعض نے اس سے زیادہ مدت بتائی ہے۔ حضرت سلمانؓ چونکہ یہودی کے غلام تھے، اس لئے غزوۂ بدر اور غزوۂ اُحد میں شریک نہیں ہوسکے، پھر جب ان کے آقا نے ان کو (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس) فروخت کردیا اور یہ آزاد ہوگئے تو غزوۂ خندق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے، غزوۂ خندق ان کی حاضری کا پہلا موقع تھا، اس کے بعد ان سے کوئی غزوہ فوت نہیں ہوا، ان کا وصال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہوا جبکہ ان کی عمر ۳۵۰ اور بقول بعض ۲۵۰ برس تھی، ان کے اسلام لانے کا قصہ طویل ہے جس کی تفصیل سیرت کازرونی وغیرہ میں درج ہے۔

۴۰:.....اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم حضرت انس بن مالک الانصاری الخزرجی رضی اللہ عنہ اسلام لائے، اس وقت ان کی عمر دس سال تھی، چنانچہ دس سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہے، وصالِ نبوی کے وقت یہ بیس سال کے جوان تھے، بعدازاں طویل عمر پائی، اس کی تفصیل آگے آتی ہے۔ (جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

حج پر جانے والوں کے لئے ہدایات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

حج کی عبادت سال میں ایک بار ہوتی ہے اور اس میں جانے والے اکثر حجاج کرام زندگی میں پہلی بار فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے جاتے ہیں، جنہیں حج کے مسائل، آداب اور اس سفر میں پیش آنے والی ضروریات اور مشکلات کا علم نہیں ہوتا، اکثر وہ اپنی عقل اور غلط معلومات کی بنا پر اپنا حج صحیح معنوں میں ادا نہیں کر سکتے، اس لئے علمائے کرام نے حج اور عمرہ کے عنوانات پر جہاں بڑی چھوٹی کتابیں مرتب کردی ہیں انہیں دیکھنا اور پڑھنا چاہئے وہاں ہر سال رسائل ومجلات میں اس عنوان پر مضامین اور تحریرات شائع کی جاتی ہیں تاکہ حجاج کرام کو ان مسائل اور ضروریات کا علم ہو اور جو کوتاہیاں اکثر وبیشتر حجاج کرام کے حوالے سے سامنے آتی ہیں، ان پر تنبہ کیا جاتا ہے۔ انہیں میں سے موقع ومحل کے مناسب مفید اور حج کے مسائل پر مشتمل ایک تحریر شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی کسی قدر حک واضافہ کے بعد ہفت روزہ میں بطور اداریہ پیش کی جارہی ہے، ملاحظہ فرمائیں:

حج، عشقِ الٰہی کا مظہر ہے، اور بیت اللہ شریف مرکزِ تجلیاتِ الٰہی ہے، اس لئے بیت اللہ شریف کی زیارت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالی میں حاضری ہر مؤمن کی جانِ تمنا ہے، اگر کسی کے دِل میں یہ آرزو چٹکیاں نہیں لیتی تو سمجھنا چاہئے کہ اس کے ایمان کی جڑیں خشک ہیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ: "وعن علیؓ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من ملک زادًا وراحلۃً تبلغہ الٰی بیت اللہ ولم یحجّ فلا علیہ أن یموت یھودیًّا أو نصرانیًّا ۔۔۔ الخ۔" (مشکوٰۃ،ص:۲۲۲)

ترجمہ:......"جو شخص بیت اللہ تک پہنچنے کے لئے زادوراحلہ رکھتا تھا اس کے باوجود اس نے حج نہیں کیا، تو اس کے حق میں کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ یہودی یا نصرانی ہوکر مرے۔"

ایک اور حدیث میں ہے کہ: "وعن أبی أمامۃ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من لم یمنعہ من الحجّ حاجۃ ظاھرۃ أو سلطانٌ جائرٌ أو مرض حابس فمات ولم یحجّ، فلیمت ان شاء یھودیًّا وان شاء نصرانیًّا۔" (مشکوٰۃ،ص:۲۲۲)

ترجمہ:......"جس شخص کو حج کرنے سے نہ کوئی ظاہری حاجت مانع تھی، نہ سلطانِ جائر اور نہ بیماری کا عذر تھا، تو اسے اختیار ہے کہ خواہ یہودی ہوکر مرے یا نصرانی ہوکر۔"

ذرائعِ مواصلات کی سہولت اور مال کی فراوانی کی وجہ سے سال بہ سال حجاجِ کرام کی مردم شماری میں اضافہ ہورہا ہے، لیکن بہت ہی رنج وصدمہ کی بات ہے کہ حج کے انوار وبرکات مدہم ہوتے جارہے ہیں، اور جو فوائد وثمرات حج پر مرتب ہونے چاہئیں ان سے اُمت محروم ہورہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بہت تھوڑے بندے ایسے رہ گئے ہیں جو فریضہ حج کو اس کے شرائط وآداب کی رعایت کرتے ہوئے ٹھیک ٹھیک بجالاتے ہوں، ورنہ اکثر حاجی صاحبان اپنا حج غارت کرکے "نیکی برباد، گناہ لازم" کا مصداق بن کر آتے ہیں۔ نہ حج کا صحیح مقصد ان کا مطمح نظر ہوتا ہے، نہ حج کے مسائل واَحکام سے انہیں واقفیت ہوتی ہے، نہ یہ سیکھتے ہیں کہ حج کیسے کیا جاتا ہے؟ اور نہ ان پاک مقامات کی عظمت وحرمت کا پورا لحاظ کرتے ہیں، بلکہ اب تو ایسے مناظر دیکھنے میں

آرہے ہیں کہ حج کے دوران محرّمات کا ارتکاب ایک فیشن بن گیا ہے، اور یہ اُمت گناہ کو گناہ ماننے کے لئے بھی تیار نہیں، اناللہ و انا الیہ راجعون! ظاہر ہے کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اَحکام سے بغاوت کرتے ہوئے جو حج کیا جائے، وہ انوار و برکات کا کس طرح حامل ہوسکتا ہے؟ اور رحمتِ خداوندی کو کس طرح متوجہ کرسکتا ہے؟.......

حجاجِ کرام کی تربیت کے لئے ''حج فلمیں'' دِکھائی جاتی ہیں۔ جس عبادت کا آغاز فوٹو اور فلم کی لعنت سے ہو، اس کا انجام کیا کچھ ہوگا یا ہوسکتا ہے؟ اور چونکہ حاجی صاحبان بزعمِ خود حج فلمیں دیکھ کر حج کرنا سیکھ جاتے ہیں، اس لئے نہ انہیں مسائلِ حج کی کسی کتاب کی ضرورت کا احساس ہوتا ہے اور نہ کسی عالم سے مسائل سمجھنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے، نتیجہ یہ کہ جس کے جی میں جو آتا ہے کرتا ہے۔

حاجی صاحبان کے قافلے گھر سے رُخصت ہوتے ہیں تو پھولوں کے ہار پہننا پہنانا گویا حج کا لازمہ ہے کہ اس کے بغیر حاجی کا جانا ہی معیوب ہے۔ چلتے وقت جو خشیت و تقویٰ، حقوق کی ادائیگی، معاملات کی صفائی اور سفر شروع کرنے کے آداب کا اہتمام ہونا چاہئے، اس کا دُور دُور کہیں نشان نظر نہیں آتا۔ گویا سفرِ مبارک کا آغاز ہی آداب کے بغیر محض نمود و نمائش اور ریاکاری کے ماحول میں ہوتا ہے۔......

سفرِ حج کے دوران نمازِ باجماعت تو کیا، ہزاروں میں کوئی ایک آدھ حاجی ایسا ہوتا ہوگا جس کو اس کا پورا پورا احساس ہوتا ہو کہ اس مقدس سفر کے دوران کوئی نماز قضا نہ ہونے پائے، ورنہ حجاجِ کرام تو گھر سے نمازیں معاف کرا کر چلتے ہیں، اور بہت سے وقت بے وقت جیسے بن پڑے پڑھ لیتے ہیں۔ مگر نمازوں کا اہتمام ان کے نزدیک کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا بلکہ بعض تو حرمین شریفین پہنچ کر بھی نمازوں کے اوقات میں بازاروں کی رونق دوبالا کرتے ہیں۔ قرآنِ کریم میں حج کے سلسلے میں جو اہم ہدایت دی گئی ہے وہ یہ ہے: ''حج کے دوران نہ فحش کلامی ہو، نہ حکم عدولی اور نہ لڑائی جھگڑا۔''

اور احادیثِ طیبہ میں بھی حجِ مقبول کی علامت یہی بتائی گئی ہے کہ: ''وہ فحش کلامی اور نافرمانی سے پاک ہو۔'' لیکن حاجی صاحبان میں بہت کم لوگ ایسے ہیں جو ان ہدایات کو پیشِ نظر رکھتے ہوں اور اپنے حج کو غارت ہونے سے بچاتے ہوں۔ گانا بجانا اور داڑھی منڈانا، بغیر کسی اختلاف کے حرام اور گناہِ کبیرہ ہیں۔ لیکن حاجی صاحبان نے ان کو گویا گناہوں کی فہرست ہی سے خارج کردیا ہے، حج کا سفر ہو رہا ہے اور بڑے اہتمام سے داڑھیاں صاف کی جارہی ہیں، اور ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈر سے نغمے سنے جارہے ہیں، اناللہ و انا الیہ راجعون!

اس نوعیت کے بیسیوں گناہِ کبیرہ اور ہیں جن کے حاجی صاحبان عادی ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں جاتے ہوئے بھی ان کو نہیں چھوڑتے۔ حاجی صاحبان کی یہ حالت دیکھ کر ایسی اذیت ہوتی ہے جس کے اظہار کے لئے موزوں الفاظ نہیں ملتے۔ اسی طرح سفرِ حج کے دوران عورتوں کی بے حجابی بھی عام ہے، بہت سے مردوں کے ساتھ عورتیں بھی دورانِ سفر برہنہ سر نظر آتی ہیں، اور غضب یہ ہے کہ بہت سی عورتیں شرعی محرَم کے بغیر سفرِ حج پر چلی جاتی ہیں اور جھوٹ موٹ کسی کو محرَم لکھوادیتی ہیں۔ اس سے جو گندگی پھیلتی ہے وہ ''اگر گویم زبان سوزد'' کی مصداق ہے۔

جہاں تک اس ارشاد کا تعلق ہے کہ: ''حج کے دوران لڑائی جھگڑا نہیں ہونا چاہئے''، اس کا منشا یہ ہے کہ اس سفر میں چونکہ ہجوم بہت ہوتا ہے اور سفر بھی طویل ہوتا ہے، اس لئے دورانِ سفر ایک دُوسرے سے ناگواریوں کا پیش آنا اور آپس کے جذبات میں تصادم کا ہونا یقینی ہے، اور سفر کی ناگواریوں کو برداشت کرنا اور لوگوں کی اذیتوں پر برافروختہ نہ ہونا بلکہ تحمل سے کام لینا یہی اس سفر کی سب سے بڑی کرامت ہے۔ اس کا حل یہی ہوسکتا ہے کہ ہر حاجی اپنے رفقاء کے جذبات کا احترام کرے، دُوسروں کی طرف سے اپنے آئینۂ دِل کو صاف و شفاف رکھے، اور اس راستے میں جو ناگواری بھی پیش آئے، اسے خندہ پیشانی سے برداشت کرے۔ خود اس کا پورا اہتمام کرے کہ اس کی طرف سے کسی کو ذرا بھی اذیت نہ پہنچے اور دُوسروں سے جو اذیت اس کو پہنچے

اس پر کسی رَدِّعمل کا اظہار نہ کرے۔ دُوسروں کے لئے اپنے جذبات کی قربانی دینا اس سفرِ مبارک کی سب سے بڑی سوغات ہے، اور اس دولت کے حصول کے لئے بڑے مجاہدے وریاضت اور بلند حوصلے کی ضرورت ہے، اور یہ چیز اہل اللہ کی صحبت کے بغیر نصیب نہیں ہوتی۔

عازمینِ حج کی خدمت میں بڑی خیرخواہی اور نہایت دِل سوزی سے گزارش ہے کہ اپنے اس مبارک سفر کو زیادہ سے زیادہ برکت وسعادت کا ذریعہ بنانے کے لئے مندرجہ ذیل معروضات کو پیشِ نظر رکھیں:

☆...... چونکہ آپ محبوبِ حقیقی کے راستے میں نکلے ہوئے ہیں، اس لئے آپ کے اس مقدس سفر کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے، اور شیطان آپ کے اوقات ضائع کرنے کی کوشش کرے گا۔

☆...... جس طرح سفرِ حج کے لئے ساز وسامان اور ضروریاتِ سفر مہیا کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے، اس سے کہیں بڑھ کر حج کے اَحکام ومسائل سیکھنے کا اہتمام ہونا چاہئے۔ اور اگر سفر سے پہلے اس کا موقع نہیں ملا تو کم از کم سفر کے دوران اس کا اہتمام کرلیا جائے کہ کسی عالم سے ہر موقع کے مسائل پوچھ پوچھ کر ان پر عمل کیا جائے۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل کتابیں ساتھ رہنی چاہئیں اور ان کا بار بار مطالعہ کرنا چاہئے، خصوصاً ہر موقع پر اس سے متعلقہ حصے کا مطالعہ خوب غور سے کرتے رہنا چاہئے، کتابیں یہ ہیں: ۱:...... ''فضائلِ حج'' از حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا نوّر اللہ مرقدہٗ۔ ۲:...... ''آپ حج کیسے کریں؟'' از مولانا محمد منظور نعمانیؒ۔ ۳:...... ''معلّم الحجاج'' از مولانا مفتی سعید احمد مرحوم۔

اس مبارک سفر کے دوران تمام گناہوں سے پرہیز کریں اور عمر بھر کے لئے گناہوں سے بچنے کا عزم کریں، اور اس کے لئے حق تعالیٰ شانہ سے خصوصی دُعائیں بھی مانگیں۔ یہ بات خوب اچھی طرح ذہن میں رہنی چاہئے کہ حجِ مقبول کی علامت ہی یہ ہے کہ حج کے بعد آدمی کی زندگی میں دِینی انقلاب آجائے۔ جو شخص حج کے بعد بھی بدستور فرائض کا تارک اور ناجائز کاموں کا مرتکب ہے، اس کا حج مقبول نہیں۔ آپ کا زیادہ سے زیادہ وقت حرم شریف میں گزرنا چاہئے، اور سوائے اشد ضرورت کے بازاروں کا گشت قطعاً نہیں ہونا چاہئے۔ دُنیا کا ساز وسامان آپ کو مہنگا سستا، اچھا بُرا اپنے وطن میں بھی مل سکتا ہے، لیکن حرم شریف سے میسر آنے والی سعادتیں آپ کو کسی دُوسری جگہ میسر نہیں آئیں گی۔ وہاں خریداری کا اہتمام نہ کریں، خصوصاً وہاں سے ریڈیو، ٹیلیویژن، ایسی چیزیں لانا بہت ہی افسوس کی بات ہے کہ کسی زمانے میں حج وعمرہ اور کھجور اور آبِ زم زم، حرمین شریفین کی سوغات تھیں۔ اور اب ریڈیو، ٹیلیویژن ایسی ناپاک اور گندی چیزیں حرمین شریفین سے بطورِ تحفہ لائی جاتی ہیں۔

چونکہ حج کے موقع پر اطراف واکناف سے مختلف مسلک کے لوگ جمع ہوتے ہیں، اس لئے کسی کو کوئی عمل کرتا ہوا دیکھ کر وہ عمل شروع نہ کردیں، بلکہ یہ تحقیق کرلیں کہ آیا یہ عمل آپ کے حنفی مسلک کے مطابق صحیح بھی ہے یا نہیں؟ یہاں بطورِ مثال دو مسئلے ذکر کرتا ہوں۔

۱:...... نمازِ فجر سے بعد اِشراق تک اور نمازِ عصر کے بعد غروبِ آفتاب تک دوگانہ طواف پڑھنے کی اجازت نہیں، اسی طرح مکروہ اوقات میں بھی اس کی اجازت نہیں، لیکن بہت سے لوگ دُوسروں کی دیکھا دیکھی پڑھتے رہتے ہیں۔

۲:...... اِحرام کھولنے کے بعد سر کا منڈوانا افضل ہے، اور ایسے لوگوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار دُعا فرمائی ہے، اور قینچی یا مشین سے بال اُتروالینا بھی جائز ہے۔ اِحرام کھولنے کے لئے کم از کم چوتھائی سر کا صاف کرانا یا کرنا ضروری ہے، اس کے بغیر اِحرام نہیں کھلتا، لیکن بے شمار لوگ جن کو صحیح مسئلے کا علم نہیں، وہ دُوسروں کی دیکھا دیکھی کانوں کے اُوپر سے چند بال کٹوالیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ انہوں نے اِحرام کھول لیا، حالانکہ اس سے ان کا اِحرام نہیں کھلتا اور کپڑے پہننے اور اِحرام کے منافی کام کرنے سے ان کے ذمہ دَم واجب ہوجاتا ہے۔ الغرض صرف لوگوں کی دیکھا دیکھی کوئی کام نہ کریں بلکہ اہلِ علم سے مسائل کی خوب تحقیق کرلیا کریں۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ أجمعین۔

حج:.... امتِ مسلمہ کی اجتماعیت کا مظہر!

مولانا عبدالاحد حقانی

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

’’اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر جو لوگوں (کے عبادت کرنے) کے لیے مقرر کیا گیا۔ وہ وہی ہے جو مکے میں ہے، جو تمام جہانوں کے لیے برکت اور ہدایت والا ہے۔ اس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں، جن میں سے ایک ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے۔ جو شخص اس (مبارک) گھر میں داخل ہوا، اس نے امن پالیا۔ لوگوں پر اللہ کا حق (یعنی فرض) ہے کہ جو اس گھر تک جانے کی استطاعت رکھے، وہ اس کا حج کرے، اور جو کوئی کفر کرے (یعنی اس حکم کی تعمیل باوجود استطاعت کے نہ کرے) تو اللہ بھی (اس سے بلکہ) تمام اہل عالم سے بے پرواہ ہے۔‘‘

(سورۂ آل عمران)

اسلام کے نظام عبادت میں حج بنیادی اہمیت اور انفرادیت کا حامل ہے۔ یہ اسلام کا ایک عظیم رکن ہی نہیں، بلکہ اخلاقی، معاشرتی، اقتصادی، سیاسی قومی ملّی زندگی کے ہر رخ اور ہر پہلو پر حاوی اور مسلمانوں کی عالم گیر بین الاقوامی حیثیت کا سب سے بلند مینار ہے۔ یہ عالم اسلام کی یگانگت، اتحاد اور مساوات کا ایک بہترین مظہر بھی ہے۔ حج اسلام کا بنیادی رکن، فرض عبادات اور دینِ اسلام کی جملہ اہم عبادات کا مجموعہ ہے، جس کے لئے مسلمان بیت اللہ پہنچ کر مخصوص اعمال اور عبادات بجالاتے ہیں۔ اسلام ایک مکمل دین ہے، جس میں عبادات، معاملات، حقوق و فرائض، اقتصاد و معیشت اور تعلیم و معاشرت کا بھرپور سلسلہ اپنی تمام تر تابناکیوں سمیت میسر ہے۔ اسلام میں عبادت کا تصور بہت وسعت لئے ہوئے ہے۔ اس میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تقسیم ہے۔ انفرادی اور اجتماعی عبادت بھی ہے۔ اسلام کے نظام عبادات (حقوق اللہ) اور نظم معاملات (حقوق العباد) میں بنیادی نکات ہی سلامتی، خیر خواہی، محبت واخوت اور امن وسکون کا فروغ ہے، تاکہ انسان حقیقت میں اس فانی دُنیا میں اللہ کا نائب بن کر زندگی بسر کر سکے۔ اسلام نے مسلمانوں کو ایثار، اخوت، اتحاد واتفاق اور خیر خواہی کو اپنے نظام میں ایک روشن مقام دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’جس نے اللہ کے لئے محبت کی اور اللہ کے لئے (اس کے نافرمانوں سے) دُشمنی کی اُس نے اپنے ایمان کو مکمل کرلیا۔‘‘

اسلام کی زریں تعلیمات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ اس کی عزت اور اس کے جان و مال کا تحفظ اس کا دینی فریضہ ہے۔ اس کے دُکھ درد میں شریک ہونا اس کے لئے ایمان کا بنیادی تقاضا ہے۔ مسلمانوں نے ان تعلیمات پر عمل پیرا ہوکر عالم انسانیت کو ایک بہترین اسلامی معاشرے سے آشنا کیا۔ ہمیں آج بھی ان تعلیمات پر پہلے سے کہیں زیادہ عمل کی ضرورت ہے۔ اسلام میں انسانی تعلیم وتربیت کی اسی کیفیت کا، فریضۂ حج بھرپور عکاسی کرتا دکھائی دیتا ہے۔ اسلام ہی وہ واحد دین ہے جس نے اپنے پیروکاروں پر ایسی عبادات لازم کی ہیں جو انہیں اہتمام کے ساتھ یہ یاد دلاتی رہتی ہیں کہ:

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمیؐ

اسلامی عبادات میں حج ایک ایسا فریضہ ہے جو مسلمانوں کو ضربِ کلیمی سکھاتا ہے۔ ذرا اس نقشے کو تھوڑی دیر کے لیے نگاہ تصور کے سامنے لے آیئے۔ ہر ملک، ہر علاقے اور ہر خطۂ زمین کے لوگ اللہ کے گھر پہنچ رہے ہیں۔ کوئی گورا ہے، کوئی کالا، کسی کی زبان انگریزی ہے، کسی کی عربی، کوئی چینی بولتا ہے تو دوسرا اردو، پشتو، بنگالی وغیرہ، اپنے علاقوں میں یہ

جو بھی لباس پہنتے ہوں، مگر اب سب کے سب بے سلی چادروں میں ملبوس ہیں۔ اپنے علاقوں میں یہ جو بھی زبان بولتے ہوں، مگر یہاں ان کی زبانوں پر ’’لبیک اللّٰھم لبیک‘‘ کے ترانے ہیں۔ وطن کے اعتبار سے یہ جہاں کے بھی باشندے ہوں، مگر ان سب کا مرکز ان کا نقطہ اجتماع، ان کا قبلہ ایک اور صرف ایک ہے اور وہ اللہ کا گھر ہے۔ یوں مسلمانوں کو ہر سال حج میں یہ سبق یاد دلایا جاتا ہے کہ رنگ ونسل، زبان اور وطن سے قومیں تشکیل نہیں پاتیں۔ اصل تعلق اللہ کے دین کا تعلق ہے تمہیں ان امتیازاتِ باطلہ کے چکر میں ہرگز مبتلا نہیں ہونا چاہئے اور بقول اقبال:

بتانِ رنگ وبو کو توڑ کر تو ملت میں گم ہوجا
نہ تورانی رہے باقی، نہ ایرانی، نہ افغانی

حج کی عبادت دنیا بھر کے مسلمانوں کو سال کے سال یہ مواقع بھی بہم پہنچاتی ہے کہ وہ ہر علاقے اور ہر خطہ زمین سے کھنچ کر اور ایک مقام پر جمع ہوکر اپنے مسائل اور مشکلات کا جائزہ لیں اور انہیں دور کرنے کے طریقے سوچیں۔ جس کا خاطرخواہ فائدہ بدقسمتی سے ہم ابھی تک نہیں اٹھا سکے کہ جو حقیقت میں حج کے عالمی اجتماع کی روح ہے، ہمیں ملت اسلامیہ کی برتری کے لئے حج کو وسیلہ بنانے کی فکر کرنی چاہئے۔

اسلام ایک ایسا ہمہ گیر اور جامع نظریۂ حیات ہے، جس نے معاشرے کے ہر فرد کے فرائض وحقوق کا تعین کیا ہے اور دونوں میں توازن پیدا کیا ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ اسلام کے پانچ ارکان ہیں، رکن ستون کو کہتے ہیں۔ گویا اسلام کی چھت جن پانچ ستونوں پر قائم ہے، وہ کلمہ طیبہ، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ ہیں۔ عبادات کا ایک مقصد انسان کے اخلاق حسنہ کی تربیت اور تکمیل ہے۔ قرآن پاک میں یہ نکتہ ہر جگہ نمایاں طریقے سے واضح کردیا گیا ہے۔ چناں چہ نماز کا ایک فائدہ یہ بتایا گیا ہے کہ وہ بری باتوں سے باز رکھتی ہے۔ روزے کی نسبت بتایا گیا ہے کہ وہ تقویٰ کی تعلیم دیتا ہے۔ زکوٰۃ سرتاپا انسانی ہمدردی اور غمخواری کا سبق ہے۔ دیکھا جائے تو حج وہ عبادت ہے جو ان سب عبادتوں کی جامع ہے اور اس میں وہ تمام خصوصیات سمٹ آئی ہیں جو دوسری تمام عبادات میں بطورِ روح کارفرما ہیں۔ اس پہلو سے دیکھا جائے تو اسلام میں یہ ایک ایسا تعلیمی اور تربیتی سلسلہ ہے جو ہر انسان کی پوری زندگی تک جاری رہتا ہے۔ یہ اصلاحِ امت اور عالمی اسلامی نظم کے قیام کا نقطہ آغاز ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس عظیم الشان عبادت کے اہتمام کے حوالے سے خالق دوجہاں نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ لوگوں کے درمیان حج کا اعلان کریں اور انہیں ایک مقام اور ایک ہی وقت میں ایک عبادت کرنے کی دعوت دیں۔ اس عمل سے مسلمانوں کی اجتماعی قوت کا اظہار اور اتفاق واتحاد باہمی کا شعور بھی اُجاگر کرنا ہے۔ حج کا ایک اور مقصد حجاج کو اس مخصوص تاریخی اور روحانی ماحول سے واقفیت کرانا ہے جس میں رہتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منصب نبوت کے فرائض اور ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوئے، تاکہ یہ ماحول مسلمانوں کے فکروعمل میں ایک روح پھونک سکے اور اس طرح انہیں ایمانی تقویت سے عظمتِ انسانی اور بلندی کا مقام حاصل ہو۔

حج کی یہ خصوصیت ہے کہ اس کے ادا کرنے کی جگہ و مقام معظم ومحترم ہے۔ جہاں تجلیات الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔ جسے اللہ نے اس مقصد کے لئے مختص کیا کہ خداپرستانہ زندگی کے عظیم داعی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دینی عمل کا مرکز بنے۔ جہاں اسلام کی بنیاد پر ملنے والی تاریخ ثبت ہو، جس کے ہر طرف مثالی ربانی انقلاب کے آثار پھیلے ہیں۔ یہ دراصل اطاعت وتسلیم ورضا کا عزم اور ترک گناہ کا عہد ہے۔ حج کے موقع پر لاکھوں فرزندان اسلام احرام میں ملبوس عرفات ومنیٰ میں جمع ہوکر گناہوں پر شرمسار ہوتے ہوئے ندامت کا اظہار کرتے اور اپنے رب سے رحم وکرم کی بھیک مانگتے ہیں۔ ہدایت انسانی کے کامل ہونے کا نام حج ہے جس کی وسیع برکتیں انسانی حیات پر محیط ہیں۔ یہ لامتناہی باران رحمت مسلمانوں کے درمیان تعاون وہمدردی کے جذبات کو زندہ رکھتی ہے۔

حج کی پُرنور عبادت سے لطف اندوز ہونے والے کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ اس کے اوپر ایک طاقت اللہ تعالیٰ کی ہے، جس کے آگے ہر نیک وبد کو جواب دہ ہونا ہے، لہٰذا اس کے لئے اہم موقع ہوتا ہے کہ وہ اپنی اصلاح کے ساتھ پوری امت کے لئے اللہ سے مدد مانگے۔ نیز اس سے اتحاد ومساوات کا سبق ملتا ہے۔ حج میں لاکھوں مسلمان مل کر ایک وقت میں یہ مقدس فریضہ ادا کرتے ہیں یوں حج ایک عالمگیر اجتماع اور بیت اللہ ایک لحاظ سے وحدت اسلامی کا مظہر ہے۔

☆☆ .... ☆☆

فضائل ومسائل قربانی

مولانا مفتی عبدالشکور ترمذیؒ

عشرہ ذوالحجہ کے فضائل اوراس کے احکام:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عشرہ ذوالحجہ سے بہتر کوئی زمانہ نہیں، ان میں ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ایک رات میں عبادت کرنا شب قدر کی عبادت کے برابر ہے، چونکہ ذوالحجہ کی دسویں تاریخ سے تیرھویں تاریخ تک چار یوم کا روزہ رکھنا حرام ہے، لہٰذا روزہ رکھنے کی یہ فضیلت نویں تاریخ تک کے لئے ہے۔

ذوالحجہ کی نویں تاریخ کا روزہ رکھنے کا ثواب دو سال کے روزوں کے برابر ہے اور ایک حدیث کے مطابق عرفہ کا روزہ رکھنے والے کے دو سال کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

تکبیر تشریق:

عرفہ یعنی نویں ذوالحجہ کی صبح سے تیرھویں تاریخ کی عصر تک ہر نماز کے بعد بآواز بلند ایک مرتبہ تکبیر تشریق پڑھنا واجب ہے۔ جماعت کے ساتھ نمازیں پڑھنے والے اور اکیلے نماز پڑھنے والے مقیم ومسافر اس میں برابر ہیں، اسی طرح مرد عورت دونوں پر واجب ہے، البتہ عورتیں آہستہ کہیں: تکبیر تشریق یہ ہے: ’’اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد۔‘‘

نمازِ عید:

عید کی نماز اسی جگہ پڑھنا واجب ہے، جہاں جمعہ پڑھنا درست ہو یعنی عید کے صحیح ہونے کے لئے شہر، قصبہ یا ایسا بڑا گاؤں ہونا ضروری ہے جس میں کثرت سے دکانیں ہوں اور اس کی آبادی قصبہ کے برابر ہو، اگر سب مرد وعورت و بچے ملا کر تین ہزار نفوس تک اس کی آبادی پہنچ جائے تو وہاں جمعہ اور عید پڑھنا درست ہے۔

وقت:

عید کی نماز کا وقت بقدر ایک نیزہ آفتاب بلند ہونے کے بعد (جس کا اندازہ پندرہ بیس منٹ ہے) اشراق کی نماز کے وقت کے ساتھ ہی شروع ہوجاتا ہے اور زوال یعنی سورج کے ڈھلنے تک رہتا ہے، مگر عیدالاضحیٰ کو جلدی پڑھنا تاکہ نماز کے بعد قربانی جلدی ہوسکے مستحب ہے۔ نماز عید سے پہلے نہ اذان کہی جاتی ہے نہ اقامت۔ عیدالاضحیٰ میں عید کی نماز کے بعد اپنی قربانی کے گوشت میں سے کھانا بھی مستحب ہے۔ شہر کی مسجد میں اگر گنجائش ہو تب بھی باہر عیدگاہ میں نماز ادا کرنا افضل ہے اور ایک شہر کے کئی مقامات پر نماز عید کا پڑھنا جائز ہے۔ بقر عید کی نماز کے بعد بھی بعض کے نزدیک تکبیرات تشریق کہنا واجب ہے، اس لئے عیدالاضحیٰ نماز کے بعد بھی یہ تکبیر کہی جائے۔ جو شخص قربانی کا ارادہ رکھتا ہو، اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ ذوالحجہ کا چاند دیکھنے کے بعد ناخن کٹوانے اور حجامت بنوانے سے دسویں تاریخ تک رُکا رہے۔

قربانی کی عظمت واہمیت:

قربانی ایک اہم اور بڑی بابرکت عبادت ہے اور شعائر اسلام میں سے ہے، احادیث کے اندر اس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں دس سال تک قیام فرمایا اور آپ ہر سال برابر قربانی فرماتے رہے اور مسلمانوں کو بھی اس کی تاکید فرمائی۔ جو شخص واجب ہونے کے باوجود قربانی نہ کرے، حدیث میں اس کے لئے بڑی وعید فرمائی گئی ہے۔ اسی لئے جمہور علماء کے نزدیک قربانی واجب ہے۔

قربانی کی فضیلت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قربانی کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں ہر بال کے بدلے ایک ایک نیکی لکھی جاتی ہے، اسی طرح ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ ذبح کرتے وقت جو قطرہ زمین پر گرتا ہے، اس کے گرنے سے پہلے ہی اللہ کے پاس مقبول ہوجاتا ہے تو خوب خوشی سے اور دل کھول کر قربانی کرو۔

قربانی کس پر واجب ہے:

قربانی ہر اس شخص پر واجب ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہو، یعنی جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت ہو یا اتنی قیمت کا مال تجارت ہو یا اس پر زکوٰۃ تو واجب نہیں لیکن ضروری اسباب سے زائد اتنی قیمت کا مال واسباب ہے جتنی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہے تو اس پر بھی قربانی اور صدقہ واجب ہوجاتے ہیں اور قربانی کے اس مذکورہ نصاب پر سال

کا گزرنا ضروری نہیں بلکہ قربانی کے دنوں میں جس وقت بھی کسی مسلمان مرد وعورت عاقل بالغ، مقیم کے پاس قربانی کا نصاب ملک میں آجائے گا تو اس پر قربانی واجب ہوجائے گی۔ جتنے مال پر صدقہ فطر واجب ہوتا ہے، اتنے مال پر بقرہ عید کے دن میں قربانی کرنا واجب ہے اور اگر اتنا نہ ہو تو اس پر قربانی کرنا تو واجب نہیں لیکن اگر پھر بھی کردے تو بہت ثواب ہے۔

قربانی کا وقت:

عید کی دسویں سے لے کر بارھویں تاریخ کے سورج غروب ہونے سے پہلے تک قربانی کا وقت ہے، ان دنوں میں جس وقت چاہے قربانی کردے مگر رات کو ذبح کرنا بہتر نہیں ہے۔ شہر میں اگر کسی نے بقرعید کی نماز سے پہلے قربانی کردی تو اس کو دوبارہ کرنا ضروری ہے اور ایسے دیہات میں جہاں شرعاً جمعہ وعید پڑھنی درست نہ ہو اگر دسویں کی صبح صادق کے بعد بھی قربانی کردی گئی تو صحیح اور درست ہے۔

جس شہر میں عید کی نماز کئی جگہ پڑھی جاتی ہو وہاں قربانی کے صحیح ہونے کے لئے صرف ایک جگہ نماز کا ادا ہوجانا کافی ہے۔

قربانی کے جانور:

بکری، بکرا، دنبہ، گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹنی، اونٹ صرف ان جانوروں کی قربانی جائز ہے۔ مرغی یا مرغا، قربانی کی نیت سے ذبح کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

قربانی کے جانوروں کی عمر:

بکرا، بکری سال بھر سے کم اور گائے بیل بھینس بھینسا دو سال سے کم اور اونٹ اونٹنی پانچ سال سے کم عمر کا جائز نہیں اور بھیڑ دنبہ چکتی دار ہو یا بے چکتی ہو، اگر ایسا فربہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہو تو چھ مہینے کا بھی جائز ہے اور اگر ایسا فربہ نہ ہو تو پھر سال بھر سے کم کا جائز نہیں۔

قربانی کے عیب:

جس جانور کے پیدائشی سینگ نہ ہوں یا بعد میں ٹوٹ گئے ہوں تو اس کی قربانی جائز ہے، ہاں اگر بالکل جڑ سے ٹوٹ گئے ہوں تو اس کی قربانی جائز نہیں، جس جانور کے دونوں کان تھوڑے تھوڑے کٹے ہوئے ہوں یا کان میں کئی سوراخ ہوں جو جمع کرنے سے تہائی سے زیادہ ہوجاتے ہوں تو احتیاط یہ ہے کہ اس جانور کی قربانی نہ کرے، اسی طرح کان یا دم تہائی سے زیادہ کٹی ہو تو قربانی ناجائز ہے۔

جو جانور اندھا ہو یا اس کی ایک آنکھ کی بینائی تہائی سے زیادہ جاتی رہے تو اس کی قربانی جائز نہیں، جس جانور کی ناک کٹی ہو اس کی قربانی جائز نہیں۔ جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں، اس کی قربانی ناجائز ہے اور اگر اس قدر باقی ہیں کہ گھاس وغیرہ چر سکتا ہو تو جائز ہے، جس جانور کی زبان تہائی سے زیادہ کٹی ہوئی ہو اس کی قربانی جائز نہیں۔ جس جانور کے تھن بالکل کٹے ہوئے ہوں یا ایک تھن تہائی سے زیادہ کٹا ہوا ہو اس کی قربانی جائز نہیں۔

قربانی کا گوشت اور کھال:

قربانی کے گوشت کا خود کھانا اور رشتہ داروں، مال داروں میں تقسیم کرنا اور فقیر محتاجوں میں تقسیم کرنا سب جائز ہے۔ بہتر یہ ہے کہ تہائی گوشت سے کم خیرات نہ کرے، لیکن اگر کسی نے تہائی سے کم خیرات کیا تو بھی کوئی گناہ نہیں۔ قربانی کا گوشت بیچنا مکروہ ہے، اسی طرح قربانی کے سری پائے اور اس کی چربی کا بیچنا حلال نہیں، اگر کسی نے ان چیزوں کو بیچ دیا ہو تو ان کی قیمت کو صدقہ کرے۔

قربانی کی کھال کا بعینہٖ ڈول مصلّٰی وغیرہ بنا کر خود استعمال کرنا بھی جائز ہے اور کسی امیر کو دے دینا بھی جائز ہے اور قربانی کی کھال سے جائے نماز، مشک چھلنی وغیرہ بنانا بھی درست ہے، البتہ اگر اس کو پیسوں کے ساتھ فروخت کردیا تو اب اس کی قیمت کو خود استعمال نہیں کرسکتا اور نہ کسی امیر کو دے سکتا ہے، بلکہ اس کو صدقہ کردیا جائے اور اس صدقہ کے مستحق وہی لوگ ہیں جو زکوٰۃ کے مستحق ہیں۔

قربانی کی قضا:

اگر کسی شخص نے گزشتہ سالوں کی واجب قربانی ادا نہ کی ہو تو اس کو ہر سال کی قربانی کے عوض میں قربانی کی قیمت کا صدقہ میں دینا واجب ہے، ایام قربانی کے بعد قربانی نہیں کرسکتا۔

قربانی کے چند متفرق اور اہم مسائل:

☆......قربانی کے دنوں میں جانور کے ذبح کرنے سے ہی قربانی ادا ہوجاتی ہے، جانور کے زندہ صدقہ کرنے یا اس کی قیمت خیرات کرنے سے قربانی ادا نہیں ہوتی۔

☆...... مسافر شرعی جو ۷۷ کلو میٹر کی مسافت کے ارادہ سے سفر شروع کرچکا ہو اس پر قربانی واجب نہیں ہے۔

☆......قربانی جس طرح مردوں پر واجب ہوتی ہے اگر کسی عورت کی ملکیت میں اتنا مال ہو جس پر قربانی واجب ہوتی ہے تو عورت پر بھی قربانی واجب ہے۔

☆...... خصی جانور کی قربانی درست بلکہ افضل ہے۔

☆...... مستحب یہ ہے کہ قربانی کے جانور میں جائز عیبوں میں سے بھی کوئی عیب نہ ہو۔

☆...... مستحب یہ ہے کہ قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرے اور اگر خود ذبح نہ کرسکے تو دوسروں کو حکم کرے اور خود ذبح کے وقت حاضر رہے، اگر وہاں کوئی غیر محرم نہ ہو تو عورت کو بھی اپنی

قربانی کے پاس کھڑا ہونا مستحب ہے۔

☆...... مرتد، زندیق اور قادیانی کا ذبیحہ حرام ہے، ان سے ذبح نہ کرائیں، نہ قربانی کے موقع پر اور نہ ہی کسی اور وقت۔

☆...... مدارس اسلامیہ کے طلبا چرم قربانی اور فروخت کردینے کی صورت میں اس کی قیمت کے لئے بہترین مصرف ہیں کہ اس میں صدقہ کا ثواب بھی ہے اور علم دین کا احیا بھی مگر کسی خدمت اور معاوضہ میں اس کا دینا جائز نہیں۔

☆...... جو جانور کسی حصہ میں پرورش کے لئے دیا گیا ہو تو یہ جانور اس پرورش کرنے والے کی ملک نہیں ہے، اس لئے اس کو پرورش کرنے والے سے نہ خریدا جائے بلکہ اصل مالک سے خریدا جائے۔

☆...... ذبح کرنے والے کو ذبح کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا سنت موکدہ ہے، اس کا ترک بغیر عذر کے مکروہ ہے۔

☆......قربانی کی نیت صرف دل سے کرنا کافی ہے، زبان سے کہنا ضروری نہیں، البتہ ذبح کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہنا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ قبلہ رخ لٹانے کے بعد دعا پڑھنا سنت ہے۔

☆...... چرم قربانی کی قیمت کو مسجد کی مرمت پر لگانا یا مزدوری میں دینا جائز نہیں، بلکہ خیرات کرنا ضروری ہے۔

☆......قربانی کی کھال فروخت کرنے کے بعد اس کی قیمت کا زکوۃ کے مستحق افراد کو دینا واجب ہے، لہٰذا اپنی بیوی، ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، بیٹا، بیٹی وغیرہ جن کو زکوۃ دینا جائز نہیں، ان کو یہ رقم دینا جائز نہیں ہے، اسی طرح بیوی بھی اپنے خاوند کو چرم قربانی کی قیمت نہیں دے سکتی۔

☆...... جو مسلمان مرد و عورت اتنے مال کا مالک ہو جس پر قربانی واجب ہوتی ہے جب تک اتنا مال اس کی ملکیت میں رہے گا، اس پر ہر سال قربانی واجب ہوگی صرف ایک سال قربانی کردینا کافی نہیں ہے۔

☆......اگر کئی بھائی مشترک کاروبار کرتے ہوں اور ان کا کھانا پینا اور اخراجات بھی مشترک ہوں تو جو کچھ مال اس مشترک کاروبار سے حاصل ہو، اس میں سے اگر ہر بھائی کے حصہ میں اتنا مال آتا ہو جس پر قربانی واجب ہوتی ہو تو ہر بھائی کے ذمہ جدا جدا قربانی واجب ہوگی اور اگر اتنے مال سے کم حصے میں آتا ہو تو کسی کے ذمہ بھی واجب نہیں۔

☆......اگر والد کی موجودگی میں اس کے ساتھ شریک ہوں کہ کئی بیٹے کاروبار کرتے ہوں اور کھانا پینا سب کا ایک جگہ ہو تو کل مال والد کا ہوگا اور اسی کے ذمہ قربانی واجب ہوگی، ہاں اگر کسی بیٹے کی ملکیت میں کسی اور ذریعہ سے بقدر نصاب مال ہو یا کسی بیٹے کی بیوی کی ملکیت میں بقدر نصاب ہو تو اس بیٹے یا اس بیٹے کی بیوی پر علیحدہ علیحدہ قربانی واجب ہوگی۔

☆......قربانی کا جانور اگر شہر میں ہے تو پھر چاہے قربانی کرنے والا گاؤں میں ہو تو نماز عید سے پہلے ذبح کرنا درست نہیں اور اگر قربانی گاؤں میں ہو تو اس کا نماز عید سے پہلے صبح صادق کے بعد ذبح کرنا جائز ہے۔

☆......بہتر یہ ہے کہ قربانی کے جانور کو تمام حصہ دار مل کر خریدیں یا پھر ایک حصہ دار، دوسرے حصہ داروں کی اجازت حاصل کرکے خریدے۔

☆......اگر کسی شخص کا حصہ اس کی اجازت کے بغیر مقرر کرلیا گیا ہو تو اگر ذبح کرنے سے پہلے اس کی اجازت حاصل کرلی گئی تب تو قربانی درست ہوجائے گی ورنہ دوسرے حصہ داروں کی قربانی بھی صحیح نہ ہوگی، ہاں اگر اس کی طرف سے قربانی کرکے ثواب پہنچانا چاہئے تو اس کی اجازت کی ضرورت نہیں۔ دوسرے کی طرف سے واجب قربانی ادا ہونے کے لئے اس کی اجازت شرط ہے۔

☆......اگر قربانی کے تین دنوں میں جانور خرید کر قربانی کے لئے متعین کردیا گیا ہو، اس کے بدلے میں دوسرا جانور اتنی ہی قیمت سے خرید کر قربانی کرنا بھی مکروہ ہے اور اگر اس سے کم قیمت پر خرید کر قربانی کی رقم صدقہ کردے۔

☆......قربانی کا جانور خریدتے وقت قربانی کی نیت کی تھی مگر ذبح بغیر نیت کے کردیا تو قربانی ہوجائے گی خریدتے وقت جو نیت تھی وہی کافی ہے۔

☆......اگر جانور کا فروخت کرنے والا اس کی عمر پوری بتلاتا ہے اور ظاہری حالات اس کے بیان کو جھٹلاتے نہیں تو اس کا اعتبار کرلینا جائز ہے۔

☆...... حاملہ جانور کی قربانی درست ہے، البتہ جو جانور بچہ دینے کے قریب ہو اس کو ذبح کرنا مکروہ ہے۔

☆...... قربانی کرنے والے ذبح کرنے والے کے ساتھ چھری ہاتھ میں پکڑی اب ذبح کے وقت ان دونوں میں سے اگر ایک نے بھی دانستہ بسم اللہ چھوڑ دی تو جانور حرام ہوجائے گا۔

☆......کسی نے میت کو ثواب پہنچانے کے لئے اپنے مال میں سے قربانی کی تو اس گوشت میں سے کھانا اور کھلانا تقسیم کرنا سب درست ہے، اگر میت کی وصیت پر اس کے ترکہ میں سے قربانی کی گئی ہو تو اس قربانی کے تمام گوشت وغیرہ کا خیرات کردینا واجب ہے۔

☆......قربانی کی کھال اور گوشت وغیرہ سے قصاب کو اجرت دینا منع ہے۔

☆...... ایسے دُبلے کمزور جانور کی قربانی ناجائز ہے جس کی ہڈی میں گودا نہ رہا ہو، اگر اتنا کمزور نہ ہو تو جائز ہے۔☆☆☆

تحریکِ ختم نبوت کی چند یادیں!

حضرت مولانا زاہدالراشدی مدظلہ

چند سال قبل الشریعہ اکادمی گوجرانوالہ کی دو تین نشستوں میں تحریک ختم نبوت کے حوالے سے اپنی ذاتی یادداشتیں بیان کرنے کا موقع ملا تھا جنہیں مولانا حافظ کامران حیدر نے ضبط وتحریر کیا، یہ معروضات ضروری اصلاح وترمیم کے ساتھ قارئین کی خدمت میں پیش کی جارہی ہیں۔

میری یادداشتوں کے حوالے سے ایک شعبہ تحریک ختم نبوت کا بھی ہے۔ ختم نبوت کی تحریک میں کچھ نہ کچھ حصہ لیتا رہا ہوں۔ تحریک ختم نبوت کے ساتھ میرا تعلق کب ہوا، کن کن مراحل سے گزرا اس کا کچھ خلاصہ عرض کرنا چاہوں گا۔ قادیانیوں کو پاکستان بننے کے بعد غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لیے ایک تحریک ۱۹۵۳ء میں چلی تھی۔ اس وقت میری عمر پانچ سال تھی، مگر اس دور کی چند جھلکیاں ابھی تک ذہن کی اسکرین پر جھلملا رہی ہیں۔ ہم چھوٹے چھوٹے بچے گلیوں میں ٹولیوں کی شکل میں نعرے لگایا کرتے تھے جو ٹھیٹھ پنجابی کے ہوتے تھے۔ ہم یہ نعرہ بھی لگایا کرتے تھے: خواجہ ناجا ہائے ہائے۔ خواجہ ناظم الدین کا دور تھا، ہمیں کچھ پتہ نہیں ہوتا تھا کہ ہم کیوں نعرے لگا رہے ہیں، لیکن یہ میری تحریک ختم نبوت میں پہلی شمولیت ہے۔

۱۹۵۳ء کی تحریک میں والد محترم حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ کی گرفتاری کا منظر مجھے یاد ہے، صبح حضرت والد محترمؒ نے مسجد میں نماز پڑھائی، درس دیا اور گھر آکر ناشتہ کیا، اس دن گھر میں حلوہ پکا تھا، پھر بستر باندھا اور پولیس چوکی میں جا کر گرفتاری کے لیے خود کو پیش کرنے کی تیاری کی۔ ایک طالب علم جن کا نام شاید عزیز الرحمٰن تھا، اب فوت ہو چکے ہیں، انہوں نے والد صاحبؒ کا سامان اور بستر اٹھایا اور حضرت والد محترمؒ گھر کی سیڑھیاں اترنے لگے۔ ان کا سیڑھیوں سے اترنے کا منظر ابھی تک میرے حافظے میں نقش ہے۔ وہ ملتان کی بورسٹل جیل میں تقریباً دس ماہ رہے، اس دوران میرے نانا محترم مولوی محمد اکبرؒ جو گوجرانوالہ میں تھانہ سیٹلائٹ ٹاؤن کے عقب میں بستی کی مسجد میں امام تھے، کبھی کبھی ملتان جاتے، والد صاحبؒ کا حال معلوم کرتے، ضرورت کا سامان پہنچاتے اور پھر واپس آکر گکھڑ تشریف لاتے اور ہمیں ان کے حالات سے آگاہ کرتے۔ اسی دوران ہماری رہائش تبدیل ہوئی اور ہم بٹ دری فیکٹری کے چوبارے سے ٹھیکیداراں والی مسجد کی گلی میں کرائے کے ایک مکان میں منتقل ہو گئے۔

والد صاحبؒ کی جیل سے واپسی کا منظر بھی مجھے یاد ہے۔ ایک بزرگ جن کے خاندان کا ہمارے خاندان کے ساتھ گہرا تعلق تھا، حاجی اقبال صاحب تھے، اس زمانے میں محمد یعقوب کے نام سے معروف تھے، اقبال نام بعد میں اختیار کیا ہے، ان کی والدہ مرحومہ کے ساتھ ہمارا بڑا گہرا گھر کا تعلق تھا۔ ہم انہیں نانی جی کہا کرتے تھے۔ اصل میں ان کو آپا جی درس والے کہتے تھے، ان کے گھر میں بچیوں کے قرآن مجید کا درس ہوتا تھا اور والدہ مرحومہ کا ان سے گہرا تعلق تھا۔ وہ شفیق بزرگ خاتون تھیں، ہم انہیں نانی کا پروٹوکول دیتے تھے اور ان کے بیٹے کو ہم ماموں یعقوب کہا کرتے تھے، وہ دوڑے دوڑے آئے اور بتایا کہ مولوی صاحب رہا ہو کر آ گئے ہیں، ہم بچے دوڑے دوڑے سڑک کی طرف بھاگے اور راستہ میں حضرت والد صاحبؒ سے ملے، انہوں نے ہمیں سینے سے لگا کر پیار کیا۔ والد صاحب کو لینے حاجی اقبال صاحب کے ساتھ میں بھی اڈے پر گیا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ ان کی آمد فوری اور اچانک ہوئی تھی، خطوط اور ٹیلی فون کا دور نہ تھا، اس لیے جی ٹی روڈ پر نور الٰہی مرحوم کی پکوڑوں کی دکان سے جلدی جلدی پکوڑے لا کر انہیں کھانا کھلایا گیا۔ اس طرح ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے یہ چند مناظر میرے ذہن میں محفوظ رہ گئے ہیں۔

تحریک ختم نبوت میں میرا دوسرا مرحلہ وہ ہے جب میں نے بچپن میں ہی قادیانیت اور مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف تقریر کرنا شروع کر دی۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ ہمارے استاد محترم

قاری محمد انور صاحب کے دل میں اللہ پاک نے یہ بات ڈالی تھی اور ان کا ذوق یہ تھا کہ کچھ باتیں یاد کرا کے مجھ سے کلاس میں تقریر کروایا کرتے۔ کچھ جملے یاد کرا کے کہا کرتے تھے مولوی! تقریر کرو۔ مجھے مولوی کہا کرتے تھے، انہوں نے ہی مجھے تقریر کی مشق کرائی۔ میں جو تھوڑی بہت تقریر کر لیتا ہوں اس کے پیچھے قاری صاحب کی محنت ہے۔ ابتدائی تیاری مجھے انہوں نے کرائی۔ آپؒ گکھڑ میں ہر سال جلسہ کرایا کرتے تھے اور اس میں اپنے استاد محترم حضرت مولانا قاری سید محمد حسن شاہ صاحبؒ کو دعوت دیتے۔ شاہ صاحبؒ بڑے قاری اور بڑے خطیب تھے، وہ تشریف لاتے تھے اور ان کی تقریر ہوا کرتی تھی۔ ایک جلسہ میں قاری سید محمد حسن شاہ صاحبؒ کی تقریر تھی، استاد محترم نے پہلے مجھے فرمایا مولوی تقریر کرو۔ میں نے اس پبلک جلسہ میں تقریر کی۔ مائیک پر کھڑا ہوا تو میں نے تقریر میں مرزا قادیانی کے خلاف نعرے اور گالیاں شروع کر دیں۔ والد صاحبؒ پیچھے بیٹھے ہوئے تھے، اٹھے، مجھے پکڑ کر پیچھے ہٹایا اور مائیک پر کھڑے ہو کر کہا کہ بچہ ہے، ایسی باتیں کر گیا ہے، میں اس پر معذرت خواہ ہوں، ایسی باتیں نہیں کرنی چاہئیں، اور مجھے گھر آ کر ڈانٹا کہ بیٹا! ایسی باتیں نہیں کرتے، ادب اور اخلاق سے بات کرتے ہیں، گالیاں نہیں دیا کرتے۔

اس کے بعد تحریک ختم نبوت میں میرا تعلق یوں ہوا کہ جب میں گوجرانوالہ مدرسہ نصرۃ العلوم میں آیا تو غالباً ۱۹۶۴ء میں ختم نبوت کا پندرہ دن کا کورس کیا۔ وہ کورس حضرت مولانا محمد حیاتؒ نے کروایا تھا، ان کا لقب فاتح قادیاں تھا، اس حوالے سے کہ انہوں نے قادیان میں بیٹھ کر ان مشکل حالات میں قادیانیوں کے خلاف بہت کام کیا۔ مرزا بشیر الدین کے دور میں وہاں احرار کا دفتر بنایا، ان سے مناظرے کیے۔ حضرت مولانا محمد حیاتؒ ختم نبوت کے حوالے سے میرے پہلے باضابطہ استاد ہیں۔ آپؒ دراصل شکر گڑھ کے قریب کسی گاؤں کے تھے، بہت سادہ بزرگ تھے، انہیں دیکھ کر یہ تصور نہیں کر سکتے تھے کہ بڑے عالم ہیں، ان کی داڑھی اُگی ہی نہیں تھی۔ ان کی سادگی کی دو تین باتیں عرض کرتا ہوں۔

ختم نبوت کو منظم کرنے میں حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی ہمت، بصیرت اور جدوجہد کارفرما تھی، وہ یہ ادارہ بنا گئے، اللہ پاک انہیں جزائے خیر سے نوازیں۔ وہ مبلغین کو تنخواہ اور خرچہ دیتے تھے لیکن ساتھ رسید بک بھی دیتے تھے کہ چندہ لانا ہے۔ مولانا محمد حیات صاحبؒ بھی ختم نبوت کے مبلغ تھے اور حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے معاصر تھے۔ ایک دن بیٹھے بیٹھے بے تکلفی سے فرمانے لگے: ''محمد علی کے کام دیکھو کہ مجھے رسید بک پکڑا دی ہے کہ چندہ جمع کر کے لانا ہے۔ میں کہاں سے چندہ جمع کر کے لاؤں، میرا تو مزاج ہی نہیں ہے۔'' بعض بزرگوں کا یہ مزاج نہیں ہوتا۔ حضرت والد صاحبؒ اور حضرت صوفی صاحبؒ کا یہ مزاج بالکل نہیں تھا۔ والد صاحبؒ کہا کرتے تھے کہ مجھے جمعہ کی تقریر میں کہنا پڑ جائے کہ مسجد، مدرسہ کی فلاں ضرورت ہے تو مجھے خطبہ بھول جاتا ہے۔ میں نے مولانا محمد حیات صاحبؒ سے کہا کہ رسید بک مجھے دیں، میں نے گکھڑ میں اپنے کوئی دوستوں سے کہہ کہلوا کر سولہ یا سترہ روپے جمع کیے۔ اس زمانے میں سولہ سترہ روپے خاصی رقم ہوتی تھی۔ اس وقت دودھ ایک روپے کا دو کلو ہوتا تھا اس سے اندازہ کر لیں۔ میں نے دو تین دن بعد جا کر پیش کیے تو فرمانے لگے اللہ تیرا بھلا کرے اور بے تکلفی سے کہا: ''میں یہ محمد علی کو دوں گا کہ یہ لو چندہ، میں بھی لے آیا ہوں۔''

یہ سادگی تھی، لیکن علم کا پہاڑ تھے، آپؒ بڑے فاضل، صاحبِ استعداد عالم تھے، قادیانیوں کے خلاف سب سے بڑے مناظر تھے۔ مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ وغیرہ سب ان کے شاگرد ہیں۔ وہ استاد المناظرین تھے۔ بات دھیمی دھیمی کرتے تھے اور ایسے جکڑتے تھے کہ آدمی پھڑ پھڑا کر رہ جاتا تھا، سخت اور گرم بات نہیں کرتے تھے۔ یہ ان کی گفتگو کا اصول تھا ٹھنڈی ٹھنڈی میٹھی میٹھی باتیں کیا کرتے تھے لیکن گرفت اتنی مضبوط ہوتی تھی کہ مخالف مناظر ان کی گرفت سے نکل نہیں سکتا تھا۔ گفتگو میں تانے بانے بُنا کرتے تھے۔ ان کے بارے میں مشہور تھا کہ لفظوں کے تانے بانے بُن کر سامنے والے آدمی کو پھنسا لیتے ہیں۔ سیاسی طور پر ماسٹر تاج الدین انصاری مرحوم کی تقریر بھی میٹھی میٹھی، دھیمی دھیمی ہوتی تھی، ٹیبل ٹاک میں بھی ان سے زیادہ ماہر احرار میں کوئی نہیں تھا، ان کی گرفت سے بھی کوئی آدمی نہیں نکل سکتا تھا۔ اور مذہبی طور پر یہی حال مولانا محمد حیات صاحبؒ کا تھا کہ میٹھی میٹھی بات کرتے لیکن دلیل کے ساتھ۔

انتہائی سادہ بزرگ تھے، ان کی سادگی کی بات دیکھیں۔ سچی بات ہے یہ واقعہ آج بھی یاد کرتا ہوں تو مجھے رونا آ جاتا ہے۔ مولانا محمد حیاتؒ ایک دن گکھڑ ہمارے گھر تشریف لائے، میں

شام کا کھانا لے کر آیا، دو سالن تھے، ایک گوشت اور دوسرا دال وغیرہ۔ میں نے دستر خوان پر کھانا رکھا تو دیکھ کر فرمانے لگے مولوی کے گھر دو سالن، اتنی فضول خرچی۔ ایک اٹھا لو، ورنہ میں اٹھا دوں گا۔ میں نے جلدی سے دال کا سالن اٹھا لیا۔ دستر خوان پہ دو سالن ان کے نزدیک فضول خرچی تھی۔ ہم تو ایک سالن کا دستر خوان چھوڑ کر چلے جاتے ہیں کہ یہ کیا دعوت ہوئی۔ سچی بات ہے یہ چند بزرگ تھے جن کی محنت اور خلوص کا پھل ہم کھا رہے ہیں۔ محنت ان کی ہے، قربانیاں ان کی ہیں، اس کا پھل ہم کھا رہے ہیں اور ان کے نام پر عزت پا رہے ہیں۔ یہ سب ان کی برکات ہیں اور میں نے ان سے بہت کچھ سیکھا۔ اللہ پاک ان کے درجات جنت میں بلند سے بلند تر فرمائیں۔

میں نے مولانا محمد حیات صاحبؒ کے پاس گوجرانوالہ ختم نبوت کے دفتر میں ختم نبوت کورس کیا۔ آپؒ روزانہ کم وبیش دو گھنٹے پڑھاتے تھے۔ میں مدرسے سے آ کر پڑھا کرتا تھا۔ وہ میرا کافیہ کا سال تھا۔ اس کورس میں انہوں نے حیاتِ عیسیٰؑ، صدق و کذبِ مرزا اور ختم نبوت پر دلائل اور مناظرے کے اصول سمجھائے۔ کورس میں شہر کے مختلف مدارس کے طلبہ وعلماء شریک تھے۔ اس کی بہت سی باتیں ابھی مجھے یاد ہیں۔ والد صاحبؒ کی طرح حضرت مولانا حیات صاحبؒ بھی ادب سے بات کرنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ بعض لوگ ان سے غصے ہوتے تھے کہ آپ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب یوں کہتے ہیں، یہ کیا بات ہوئی۔ لیکن وہ کہتے تھے کہ جس کا بھی نام لو، اخلاق سے لو۔ اسی کلاس کے دوران مولانا حیات صاحبؒ نے دلائل پڑھائے اور مجھے کہا کہ اٹھ کر بیان کرو کیا پڑھا ہے؟ میں کھڑا ہوا اور یوں بات کی کہ مرزا۔۔۔ ہے، انہوں نے مجھے ٹوک دیا اور پیار سے سمجھایا کہ بیٹا! ایسے نہیں کہتے۔ وہ بھی ایک قوم کا لیڈر ہے۔ کہو مرزا صاحب یوں کہتے ہیں مجھے ان سے اختلاف ہے۔ میں اس کلاس کا باقاعدہ طالب علم تھا۔ یہ میرا اس محاذ سے عملی تعلق ہوا۔

۱۹۶۷ء، ۱۹۶۸ء کے لگ بھگ کی بات ہے۔ ایوب خان کا زمانہ تھا۔ اس زمانے کا عمومی ماحول یہ تھا کہ اگر کسی جلسے، اجتماع یا تقریر میں قادیانیت کا نام لے کر بات کہہ دیتے تو مقدمہ ہو جاتا تھا پھر گرفتاری ہو جاتی تھی کہ قادیانیوں کا نام کیوں لیا ہے۔ جلسے اور اجتماع میں قادیانیوں کا نام لے کر تردید کرنا جرم سمجھا جاتا تھا۔ اس پر مقدمات ہو جاتے تھے، گرفتاری ہو جاتی تھی۔ میں نے خود دو تین مقدمے بھگتے ہیں کہ قادیانیوں کا نام لے کر ان کے خلاف بات کیوں کی ہے۔ گوجرانوالہ سے پیپلز پارٹی کے ایم این اے میاں منظور الحسنؒ عام طور پر ہمارے وکیل ہوتے تھے۔ ان کا کمال یہ تھا کہ ختم نبوت کا کیس خود لڑتے تھے اور بلا فیس لڑتے تھے۔ ایک ہمارے دوست ارشد میر وکیل ہوتے تھے اور صدر رفیق تارڑ صاحب بھی گوجرانوالہ بار میں رہے ہیں۔ ختم نبوت کے حوالے سے کوئی کیس بھی ہوتا یہ تینوں حضرات ہر وقت حاضر ہوتے تھے، بلا فیس کیس لڑتے تھے، خرچہ جیب سے کرتے تھے کہ ختم نبوت کا کیس ہے۔

ایک اور لطیفہ مجھے یاد آ گیا ہے ذکر کر دیتا ہوں۔ جب یحییٰ خان نے مارشل لاء لگایا تو مولانا عبدالقیوم ہزارویؒ جو ہمارے استاد تھے اور پونڈاں والے جامعہ فاروقیہ میں خطیب ہوا کرتے تھے، بڑے غضب کے پُرجوش مقرر تھے، انہوں نے جمعہ پڑھایا اور ختم نبوت پر تقریر کی اور قادیانیوں کو خوب رگڑا۔ شام کو مارشل لاء کے تحت گرفتار ہو گئے۔ نیا نیا مارشل لاء لگا تھا، آپ گرفتار ہوئے اور جیل میں چلے گئے۔ حضرت مولانا عبدالواحد صاحبؒ نے ساتھی بلائے اور مشورہ کیا کہ مسئلہ الجھن والا ہو گیا ہے۔ مولوی صاحب نے جلد بازی کر دی ہے، نیا نیا مارشل لاء لگا ہے اور نیا تھانے دار اپنے آپ کو دکھایا کرتا ہے، اس نے انہیں جیل میں ڈال دیا ہے۔ اب مسئلہ یہ بن گیا ہے کہ اگلا جمعہ اس مسجد میں جو پڑھائے گا وہ اگر ختم نبوت کی بات نہیں کرے گا تو یہ ہمارا اعتراف شکست ہو گا کہ ہم پیچھے ہٹ گئے ہیں، اور اگر ختم نبوت پر بات کرے گا تو پکڑا جائے گا اور پھر یہ سلسلہ چلتا ہی رہے گا، ہماری یہ مشاورت ہو رہی تھی۔

مشورے میں مولانا عبدالواحد صاحبؒ نے مجھے فرمایا: زاہد! یہ کام تو ہی کرے گا، فرمایا کہ وہاں جمعہ تم نے پڑھانا ہے۔ میں نے کہا ٹھیک ہے، پڑھا دوں گا۔ انہوں نے فرمایا کہ بچنا بھی ہے۔ میں نے کہا ان شاء اللہ، اللہ خیر کرے گا۔ چنانچہ وہاں اگلا جمعہ میں نے پڑھایا۔ تکنیک یہ تھی کہ تقریر ساری ختم نبوت پر کرنی ہے اور کوئی ایسی بات بھی نہیں کہنی کہ ان کو موقع ملے کہ مجھے گرفتار کر سکیں اور مقدمہ بنا سکیں۔ بات بھی کرنی ہے اور نہیں بھی کرنی۔ یہ فن ہم نے مولانا محمد علی جالندھریؒ سے باقاعدہ سیکھا ہے کہ بات کہو مگر گرفت میں نہ آؤ۔ الحمد للہ! میں نے وہاں ایک گھنٹہ تقریر کی۔ پوری تقریر ختم نبوت پر تھی، وہ تقریر باقاعدہ ریکارڈ ہوئی، اس زمانے میں کیسٹیں بہت کم ہوتی تھیں لیکن میری تقریر ریکارڈ ہوئی۔ (جاری ہے)

عقیدۂ ختمِ نبوت پر

چہل احادیث مبارکہ

دوسری قسط

ڈاکٹر محمد سلطان شاہ، لاہور

حضرت ضحاک بن نوفل رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَلَا أُمَّةَ بَعْدَ أُمَّتِیْ۔“

”میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری اُمت کے بعد کوئی امت نہیں ہوگی۔“

(المعجم الکبیر للطبرانی، عن ضحاک بن رمل الجہنی، حدیث:۸۱۴۶، ج:۸، ص:۳۰۳)

۱۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور ختمی المرتبت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”کُنْتُ أَوَّلَ النَّبِیِّیْنَ فِی الْخَلْقِ وَاٰخِرَهُمْ فِی الْبَعْثِ۔“

”میں خلقت کے اعتبار سے انبیاء کرام میں پہلا ہوں اور بعثت کے اعتبار سے آخری ہوں۔“ (الفردوس ماثور الخطاب للدیلمی، حدیث:۴۸۵۰، ۳:۲۸۲، حدیث:۷۱۹۰، ۴:۴۱۱)

۱۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں درود شریف کے یہ الفاظ سکھائے:

”اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَاتَکَ وَرَحْمَتَکَ وَبَرَکَاتِکَ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ، وَاِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ، مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ اِمَامِ الْخَیْرِ (وَقَائِدِ) الْخَیْرِ، وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ، اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُوْدًا یَغْبِطُهُ بِهِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ (اس کے بعد پورا درود ابراہیمی ہے)۔

”الٰہی اپنا درود و رحمت اور برکات رسولوں کے سردار، متقیوں کے امام، نبیوں کے خاتم محمد پر نازل فرما جو تیرے بندے اور رسول اور امام الخیر اور (قائد) الخیر اور رسول رحمت ہیں۔ الٰہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مقام محمود پر فائز فرما جس پر اولین و آخرین رشک کرتے ہیں۔“ (سنن ابن ماجہ، ابواب اقامة الصلوٰة والسنة فیہا، باب ما جاء فی التشہد، حدیث:۹۰۶)

۱۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

لَمَّا مَاتَ اِبْرَاهِیْمُ ابْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَقَالَ: اِنَّ لَهٗ مُرْضِعًا فِی الْجَنَّةِ وَلَوْ عَاشَ لَکَانَ صِدِّیْقًا نَبِیًّا۔

جب اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم کا انتقال ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے لئے جنت میں ایک دودھ پلانے والی (کا انتظام) ہے۔ اگر وہ زندہ رہتا تو سچا نبی ہوتا۔ (سنن ابن ماجہ، ابواب ما جاء فی الجنائز، باب ما جاء فی الصلاة علی ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وذکر وفاتہ، حدیث:۱۵۱۱)

۲۰۔ امام ابن ماجہ سے مروی روایت میں حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ہے:

”مَاتَ وَهُوَ صَغِیْرٌ وَلَوْ قُضِیَ أَنْ یَکُوْنَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم نَبِیٌّ لَعَاشَ ابْنُهٗ، وَلٰکِنْ لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ۔“

ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا جب وہ چھوٹے تھے۔ اگر فیصلہ (تقدیر) یہ ہوتا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہو تو ان کا صاحبزادہ زندہ رہتا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (سنن ابن ماجہ، ابواب ما جاء فی الجنائز، باب ما جاء فی الصلاة علی ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وذکر وفاتہ، حدیث:۱۵۱۰)

۲۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

”اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّهٗ لَمْ یَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ اِلَّا الرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ یَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تُرٰی لَهٗ۔“

”اے لوگو علامات نبوت میں سے صرف رویائے صالحہ (سچا خواب) ہی باقی ہے جو مسلمان خود دیکھتا ہے یا اس کے لئے کوئی دیکھتا ہے۔“ (سنن ابن ماجہ، ابواب تعبیر الرؤیا، حدیث:۳۸۹۹، صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ، باب النہی عن قراءۃ القرآن فی الرکوع والسجود، حدیث:۱۰۷۴)

۲۲۔حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

’’خَلَّفَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ، فِیْ غَزْوَۃِ تَبُوْکَ، فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! تُخَلِّفُنِیْ فِی النِّسَآءِ وَالصِّبْیَانِ؟ فَقَالَ: اَمَاتَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھٰرُوْنَ مِنْ مُوْسٰی؟غَیْرَ اَنَّہٗ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ۔‘‘

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ نہیں لیا بلکہ گھر پر چھوڑ دیا تو انھوں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم میرے ساتھ ایسے ہوجاؤ جیسے ہارون، موسیٰ کے ساتھ لیکن میرے بعد نبوت نہیں۔ (صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حدیث:۶۲۱۸۔۶۲۲۱)

۲۳۔ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور خاتم الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء نے ارشاد فرمایا:

’’قَدْ کَانَ یَکُوْنُ فِی الْاُمَمِ قَبْلَکُمْ، مُحَدَّثُوْنَ، فَاِنْ یَکُنْ فِیْ اُمَّتِیْ مِنْھُمْ اَحَدٌ فَاِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مِنْھُمْ، قَالَ: ابْنُ وَھْبٍ: تَفْسِیْرُ مُحَدَّثُوْنَ، مُلْھَمُوْنَ۔‘‘

’’تم سے پہلے پچھلی اُمتوں میں محدث تھے۔ اگر اس امت میں کوئی محدث ہوگا تو وہ عمر بن الخطاب ہیں۔ ابن وہب نے کہا محدث اس شخص کو کہتے ہیں جس پر الہام کیا جاتا ہو۔‘‘ (صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ۔ باب من فضائل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حدیث:۶۲۰۴)

۲۴۔حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’لَوْ کَانَ نَبِیٌّ بَعْدِیْ لَکَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ۔

’’اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتے۔‘‘ (جامع ترمذی، ابواب المناقب، باب قولہ صلی اللہ علیہ وسلم: ’’لوکان نبی بعدی لکان عمر‘‘ حدیث:۳۸۸۶)

۲۵۔حضرت ام کرز الکعبیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور ختمی المرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

’’ذَھَبَتِ النُّبُوَّۃُ وَبَقِیَتِ الْمُبَشِّرَاتُ۔‘‘

’’نبوت ختم ہوگئی، صرف مبشرات باقی رہ گئے۔‘‘ (سنن ابن ماجہ، ابواب تعبیر الرؤیا، حدیث:۳۸۹۶)

۲۶۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ’’فَاِنِّیْ آخِرُ الْاَنْبِیَاءِ، وَاِنَّ مَسْجِدِیْ آخِرُ الْمَسَاجِدِ۔‘‘

’’بے شک میں آخر الانبیاء ہوں، اور میری مسجد آخرالمساجد ہے۔‘‘ (صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل الصلوٰۃ بمسجدی مکۃ والمدینۃ، حدیث:۳۳۷۶)

۲۷۔حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں کی اطلاع ان الفاظ میں دی: ’’لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یَخْرُجَ ثَلَاثُوْنَ کَذَّابًا کُلُّھُمْ یَزْعَمُ اَنَّہٗ نَبِیٌّ۔‘‘

’’قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تیس کذاب ظاہر نہ ہوجائیں جن میں سے ہر ایک کا دعویٰ یہ ہو کہ وہ نبی ہے۔‘‘ (ابن ابی شیبہ فی مصنفہ، حدیث:۳۷۵۶۵، ۷/۵۰۳)

۲۸۔حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور سید انام صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے مخاطب ہوکر کہا:

’’یَا اَبَا ذَرٍّ اَوَّلُ الْاَنْبِیَاءِ آدَمُ وَآخِرُہٗ مُحَمَّدٌ۔‘‘

’’اے ابوذر! انبیاء کرام میں سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخری حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔‘‘ (الفردوس ماثور الخطاب للدیلمی، عن ابوذر، حدیث:۸۵، ۱/۳۹)

۲۹۔حضرت مصعب بن سعد اپنے والد حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

’’اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم خَرَجَ اِلٰی تَبُوْکَ وَاسْتَخْلَفَ عَلِیًّا فَقَالَ: اَتُخَلِّفُنِیْ فِی الصِّبْیَانِ وَالنِّسَاءِ؟ قَالَ: اَلَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَیْسَ نَبِیٌّ بَعْدِیْ۔‘‘

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی جانب روانہ ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی جگہ چھوڑا تو انھوں نے عرض کیا: کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جارہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اس پر راضی نہیں کہ تجھے مجھ سے وہی مناسبت ہو جو ہارون کو موسیٰ سے تھی۔ مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔‘‘ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۂ تبوک، حدیث:۴۴۱۶)

(جاری ہے)

عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس، ضلع صوابی

رپورٹ: مولانا نعیم اللہ حقانی نقشبندی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل رزڑ کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس ۱۹/اپریل ۲۰۲۴ء بعد از نماز جمعہ کرنل شیر کلے جنازہ گاہ میں منعقد ہوئی۔ جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع صوابی کے امیر حضرت مولانا شیخ اعزاز الحق صاحب، نائب امیر حضرت مولانا مفتی نصیر محمد حقانی صاحب، ضلعی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا مفتی عابد وہاب صاحب، مبلغ و رہنما حضرت مولانا مفتی رسال محمد صاحب، ضلعی رہنما حضرت مولانا مفتی غنی الرحمان صاحب، تحصیل رزڑ کے سرپرست حضرت مولانا روح الامین صاحب ترکئی، تحصیل رزڑ کے امیر حضرت مولانا نعیم اللہ حقانی نقشبندی صاحب، نائب امیر مولانا حافظ مشتاق احمد صاحب، ضلعی مبلغ حضرت مولانا مفتی صابر شاہ حقانی صاحب، تحصیل رہنماؤں مولانا خیرالامین صاحب، مولانا عادل نسیم صاحب کے علاوہ کثیر تعداد میں تحصیل رزڑ کے علماء کرام، طلباء عظام، ختم نبوت کے عاشقان اور دین کا درد اور محبت رکھنے والے عوام الناس نے بارش کے باوجود شرکت کی۔ اجتماع کی صدارت حضرت مولانا نعیم اللہ حقانی نقشبندی صاحب نے کی۔ ابتدائی تلاوت کلام پاک کی سعادت خیبر پختونخوا کے مایہ ناز قاری فضیلۃ الشیخ قاری رحمت علی شاہ درانی صاحب نے حاصل کی جبکہ اسٹیج کی ذمہ داری مولانا مفتی غنی الرحمٰن صاحب نے ادا کی۔ اس کانفرنس میں علماء و مشائخ عظام نے جو خطاب فرمائے، مختصراً پیش خدمت ہیں:

حضرت مولانا مفتی نصیر محمد حقانی صاحب نے ختم نبوت کی اہمیت پر بیان فرمایا اور گستاخانِ رسول اور منکرین ختم نبوت کے انجام اور ان کی سزا کے موضوع پر عوام سے خطاب کیا۔ اور اس معاملہ میں صحابہ کرامؓ کی قربانیوں کے واقعات بیان فرمائے۔ آج چودہ سو سال بعد بھی آپ ﷺ سے محبت کرنے والے موجود ہیں اور آپ ﷺ کی ناموس کی خاطر اپنی جانوں اور مالوں کا نذرانہ پیش کرنے کے لیے تیار ہیں۔ عقیدہ ختم نبوت پر تمام دنیا کے مسلمان اپنا تن من دھن قربان کرتے ہیں۔ حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ فرماتے تھے کہ ہر مسلمان کے دل میں خواہش ہوتی ہے اگر میں حضور ﷺ کے زمانے میں موجود ہوتا تو آپ کی یہ خدمت کرتا، یہ خدمت کرتا۔ آج اگر کوئی یہ ارمان پورا کرنا چاہتا ہے اور آپ ﷺ کی خدمت کرنا چاہتا ہے تو عقیدہ ختم نبوت کی خدمت کر کے اپنا ارمان پورا کر لے کیونکہ ختم نبوت کی خدمت کا تعلق براہ راست آپ ﷺ کی ذات مبارک سے ہے۔ ختم نبوت کی خدمت براہ راست ذاتِ نبوت ﷺ کی خدمت ہے۔ اس میں اپنا حصہ ڈالیں۔ اکابرین امت اور علماء کرام نے اس کی تحفظ کے لیے قربانیاں دی ہیں۔

ضلعی مبلغ حضرت مولانا مفتی صابر شاہ حقانی صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس عظیم نسبت اور اس بنیادی اور اساسی عقیدے کی بناء پر یہاں جمع کیا ہے۔ دورِ نبوی سے تحفظ ختم نبوت کا کام شروع ہوا۔ آپ ﷺ نے تیس جھوٹے مدعیان نبوت کی پیش گوئی فرمائی۔ تربیت یافتہ صحابہ کرامؓ نے اٹھ کر ان ختم نبوت پر حملہ آوروں کو ختم کر کے جہنم رسید کیا۔ ان میں آخری مدعی دجال ہوگا۔ وہ آخری دعویٰ خدائی کا کرے گا لیکن اس سے پہلے وہ ختم نبوت پر حملہ کر کے نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ اس کے خاتمے کے لیے اللہ تعالیٰ آسمانوں سے حضرت عیسیٰؑ کو نازل فرمائیں گے۔ اس جماعت کی بنیاد صحابہ کرامؓ نے رکھی ہے اور اختتام حضرت عیسیٰؑ کے دست مبارک پر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس جماعت سے وابستگی پر استقامت نصیب فرمائے۔ یہ جماعت منظم انداز سے اور اکابر کے نقش قدم پر علماء کرام کے مشوروں سے کام کرتی ہے۔ جہاں فتنہ کی بُو محسوس ہو جماعت کے کارکن جا کر فتنہ کی بیخ کنی کرتے ہیں۔ مناظرہ کا میدان ہو، دلائل کا ہو، اجتماع ہو یا مسلمانوں سے قربانی کا مطالبہ ہو تمام میدانوں میں جماعت سب سے آگے ہوتی

ہے۔خیبر پختونخوا اور پھر خصوصاً صوابی میں ابتداء سے اب تک اس کی سرپرستی اولیاء اللہ اور اقطاب نے کی ہے۔پورے ضلع،تحصیل اور ہر یونین اور ویلج کونسل میں نظم موجود ہے تاکہ قیامت تک امت کے بچوں کا ایمان محفوظ ہو جائے۔ یہ جماعت چوکیدار جماعت ہے۔ قادیانیوں کا مستقل اور منظم طریقے سے بائیکاٹ کرنا چاہئے۔ضلعی جماعت ہر سال ہزاروں کی تعداد میں لٹریچر چھاپتی ہے۔یہ ان سے حاصل کر کے اسکولوں،کالجوں اور دکانوں میں پہنچائیں۔

آج فلسطین پر بڑا امتحان ہے۔شہادت ہو یا فتح دونوں صورتوں میں مسلمان کامیاب ہے۔آج وہاں بچوں کی زبان پر اللہ اکبر اور جہاد کا نعرہ ہے۔ یہود کے مقدر میں شکست ہے۔ان کا کوئی جائے پناہ نہیں۔آخر میں جب حضرت عیسیٰؑ تشریف لائیں گے تو ایک پتھر یا درخت بھی ان کو پناہ نہیں دے گا۔ آج ہسپتالوں، بچوں اور عورتوں پر بمباری ان کی شکست کی نشانی ہے۔ جماعت کا فیصلہ ہے کہ قادیانی مصنوعات کے ساتھ ساتھ اسرائیلی مصنوعات کا بھی مکمل بائیکاٹ کریں۔ بائیکاٹ کے لٹریچر سے آگاہی حاصل کر کے مکمل اور مستقل طور پر بائیکاٹ کریں۔

مفتی غنی الرحمٰن صاحب نے قادیانی مصنوعات کے حوالے سے فرمایا کہ جو احباب عمرہ یا حج کی سفر پر یا امارات کی سفر پر جاتے ہیں انہیں بتائیں کہ ہوائی سفر میں جہاز یا لاؤنج میں اکثر قادیانی مصنوعات پیش کی جاتی ہیں ان کا مکمل بائیکاٹ کریں۔ بروقت ان پر احتجاج کریں۔سفر کے آخر میں ان کی طرف سے ایک پرچی دی جاتی ہے کہ آپ اپنے تاثرات لکھیں کہ آپ کا سفر کیسا رہا تو اس میں لکھیں کہ ہمارا سفر بہت خراب اور بے کار رہا۔آپ نے ہماری بہت بری طرح مہمان نوازی کی۔اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کی مصنوعات ہمیں پیش کیں۔حج کے سفر میں حضرت مولانا شیخ اعزاز الحق صاحب دامت برکاتہم نے ائیر پورٹ پر ویڈیو بیان جاری کیا تھا اور قادیانی مصنوعات پر احتجاج کیا تھا۔اس طرح آپ بھی احتجاج کریں۔ یہ ہمارا قانونی حق ہے۔آپ نے حرمین سے واپس یہاں پہنچنے سے قبل یہ کام کیا۔حرمین شریفین کے سامنے ''پران'' نامی کمپنی کی مصنوعات ملتی ہیں یہ بھی قادیانی کمپنی کی ہیں۔یہ بنگلہ دیش سے لانچ کیے جاتے ہیں جس پر کراچی کے علماء کرام اور بنگلہ دیش کے علماء کرام (کراچی کے علماء کرام نے بنگلہ دیش کے علماء سے وضاحت طلب کی) دونوں کے فتوے ہمارے پاس موجود ہیں۔آپ خود بھی استعمال نہ کریں اور آواز بھی اٹھائیں۔ہم آواز کے مکلف ہیں۔

فلسطین کے مجاہدین سے آج یہود اپنا ایک قیدی بھی رہا نہ کروا سکے۔ یہ اس امت کی خصوصیت ہے۔ایک گھر سے ساٹھ شہداء،ایک گھر سے بیک وقت پچیس شہداء ہیں۔یہ ان کی قربانیوں کی برکات ہیں۔ہم اسرائیلی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں اور فلسطینی مسلمانوں کے لیے خصوصی دعائیں کریں۔جہاں ان کی مدد کے لیے فنڈنگ ہو اس میں بھرپور حصہ لیں۔اس کے بعد قاری نسیم الرحمان صاحب نے نعت خوانی کی۔

مفتی رسال محمد صاحب دامت برکاتہم رہنما و مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع صوابی نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ عقائد، اعمال، معاشرت اور معاملات کی اصلاح سے متعلق ہے جبکہ دوسرے بڑے حصے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو آنے والے خطروں سے آگاہ کیا ہے۔جس طرح امتی کے لیے شریعت محمدیہ پر چلنا ضروری ہے،تعلیمات پر عمل کرنا ضروری ہے،اس طرح ان تعلیمات و ارشادات جس میں امت کو عظیم خطرے سے آگاہ کیا ہے کو سیکھنا بھی ضروری ہے تاکہ دین کا نقصان نہ ہو۔

موجودہ دور میں معاشرہ فتنوں کی لپیٹ میں ہے۔سوشل میڈیا پر ہر پوسٹ ایک نئے فتنے سے متعلق ہوتی ہے۔تعلیم یافتہ طبقہ میں جاوید غامدی، انجینئر محمد علی مرزا،حسن اللہ یاری (ایرانی شیعہ) نوجوانوں کے ایمان سے کھیلتا ہے۔منیر شاکر پشاور سے شریعت کا مذاق اڑاتا ہے۔آج ہم علماء حق کی بجائے ان ہی کے ویڈیو سنتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فتنوں سے متعلق آگاہی فرمائی ہے: ''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ'' ارتداد کا فتنہ آئے گا۔ ارتداد سے مراد ہے دین سے پھرنا۔عقائد خراب ہوں گے اور دین کو چھوڑیں گے۔کسی کو علم ہوگا اور کوئی لاعلمی میں دین کو چھوڑے گا۔ مرتد اور زندیق پیدا ہوں گے مثلاً قادیانی وغیرہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کے آخری لمحات میں مسیلمہ کذاب،اسود عنسی،سجاح نامی عورت،طلیحہ اسدی نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا۔

جب پہلا فتنہ مسیلمہ کذاب کا اٹھا تو اللہ

تعالیٰ نے اس کی سرکوبی کے لیے انتخاب حضرت ابوبکر صدیقؓ کا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کا ذکر پہلے اور ان کی محبت کا ذکر بعد میں کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت پہلے ہوگی۔ حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت کا پہلا مصداق حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ ہر زمانے میں مرتدین پیدا ہوتے ہیں۔ ختم نبوت کا جلسہ تھا۔ حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ موجود تھے۔ حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ مرتدین آئیں گے اور اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے ان کے خلاف کام کریں گے۔ اس آیت کا اول مصداق حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں اور پھر فرمایا کہ اس زمانہ میں اس آیت کا مصداق سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور اس کی جماعت ہے۔ اکابرین دیوبند کی موجودگی میں محدث کبیر حضرت انور شاہ کشمیریؒ نے پانچ سو علماء کرام کی موجودگی اور تائید میں حضرت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو امیر شریعت کا خطاب دیا اور آپ کو فتنہ قادیانیت کے خلاف محاذ پر لا کھڑا کیا۔

فتنہ انفرادی ہو تو مقابلہ انفرادی ہو سکتا ہے۔ فتنہ جماعتی شکل میں ہو تو اس کا مقابلہ انفرادی شکل میں نہیں ہو سکتا۔ آج عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گاؤں، تحصیل، ضلع اور ملک کی سطح پر ایک جماعت کا انتخاب ہے۔ قادیانی فتنہ جماعتی شکل میں ہے اس کا مقابلہ انفرادی طور پر نہیں ہو سکتا۔ ذاتِ اقدس ﷺ کی حفاظت کے لیے اپنی جان و مال کو قربان کریں گے؟ (تمام سامعین نے تائید میں ہاتھ بلند کیے)۔

حضور ﷺ کی ناموس کی حفاظت صرف ثواب کا کام نہیں بلکہ بحیثیت امتی ہماری فرائض منصبی میں شامل ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ" بحیثیت امتی ہر امتی ختم نبوت کا چوکیدار ہے۔ ثواب کا کام وہ ہوتا ہے جو ادا کیا تو ثواب ملتا ہے اور ادا نہ کیا تو گناہ نہیں ہوتا اور فرض وہ ذمہ داری ہے کہ جس کو ادا کیا تو ثواب ملے گا اور ادا نہ کیا تو جرم کیا۔ ختم نبوت کا کام صرف ثواب کا کام نہیں بلکہ ذمہ داری ہے۔ آج ہر طرف فتنے ہیں۔ کیا آئندہ نسل کی ایمان کا تحفظ آسان ہے؟ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان اکابر کی سرپرستی اور سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھیں۔

(شیخ الحدیث والادب حضرت مولانا روح الامین صاحب دامت برکاتہم سرپرست عالمی مجلس تحصیل رزڑ نے بڑی تفصیل سے مدلل بیان فرمایا جو الگ سے شامل اشاعت ہے)۔

پیر طریقت حضرت مولانا شیخ اعزاز الحق صاحب نے فرمایا کہ کانفرنس میں جو باتیں ہوئیں۔ مجھ سمیت آپ سب نے سنیں اللہ تعالیٰ اپنی رضا اور نبی ﷺ کی کامل محبت اور شفاعت کے حصول کا ذریعہ بنائے۔ شاہ منصور میں مرکز ختم نبوت کے لیے زمین کی بات ہو چکی ہے۔ رقم میں نصف سے زیادہ حصہ ادا ہو چکا ہے۔ باقی بھی اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا۔ ختم نبوت کا کام اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ یہ بڑی قبولیت کا کام ہے۔ موت ہر کسی پر آتی ہے۔ صحابہ کرامؓ کی سیرت پر آپ نے بیانات سنے۔ ان کی بھی زندگی تھی۔ ہمارے اکابرین میں اگرچہ جو اس دنیا میں موجود نہیں ہیں لیکن ہمارے دلوں میں وہ زندہ ہیں۔ عالمی مجلس کے اکابرین اور پنجاب کے علماء کرام کا تجزیہ یہ ہے کہ ملک کا سب سے بڑا ختم نبوت اجتماع ضلع صوابی کا ہوتا ہے۔ لوگ کھیتوں اور چاردیواری میں نہیں سما سکتے۔ مرکز کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے وجود عطا کیا۔ آج دو بزرگ میرے پاس آئے۔ لوگ مصافحہ میں اپنی بات کرتے ہیں۔ ان کو خدام نے ٹھہرایا کہ اپنی باری کا ذرا انتظار کریں۔ میں بھی یہاں آنے کی جلدی میں تھا۔ جب وہ ملے تو کہا کہ ایک مرلہ زمین کی رقم لائے ہیں۔ اپنے مختصر خطاب کے بعد آپ نے رقت آمیز انداز میں اجتماع کی اختتامی دعا فرمائی۔

اختتامی دعا کے بعد عصر کی اذان ہوئی۔

مولانا حافظ مشتاق احمد صاحب نے نماز عصر پڑھائی۔ مولانا قاری محمد نعیم صاحب لاؤڈ سپیکر پر تکبیر پڑھتے رہے۔ نماز اور دعا کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کرنل شیر کلے کے امیر مولانا قاری محمد نعیم صاحب نے تمام علماء کرام، ضلعی انتظامیہ اور خدام سمیت تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔ آپ نے اجتماع کے شرکاء کو واپسی کی ہدایات جاری کر دیں کہ پہلے پیدل حضرات جائیں گے اور پھر دس منٹ بعد گاڑیوں والے جائیں گے۔ اس طرح یہ عظیم الشان اور بابرکت اجتماع اپنے اختتام کو پہنچا۔ الحمدللہ۔

اللہ تعالیٰ تمام علماء کرام، مہمانوں، خدام اور شرکاء کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اس اجتماع کو شرف قبولیت سے نوازے۔ جب تک جان میں جان ہو ہم سب کو تحفظ ختم نبوت کے کام سے جوڑے رکھے اور دین پر استقامت نصیب فرمائے۔ مرتے وقت کلمہ شہادت، قبر میں حضور اکرم ﷺ کی معرفت، حشر میں شفاعت اور جنت میں رفاقت نصیب فرمائے۔ آمین۔

آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ کی اتباع کی جائے

ختم نبوت کانفرنس ضلع صوابی میں حضرت مولانا روح الامین مدظلہ کا خطاب

اللہ تعالیٰ نے ہم پر بہت بڑا احسان کیا کہ حضرت محمد ﷺ کے امت میں پیدا کیا اور یہ نعمت اپنے فضل سے عطا فرمائی۔ آپ ﷺ کی شان کو کون بیان کرسکتا ہے کہ آپ ﷺ کون تھے؟ 23 سال میں آپ ﷺ نے قرآن پاک کی کتنی خدمت کی اور پھر آپ ﷺ کے شاگرد صحابہ کرامؓ نے کتنی خدمت کی۔

آج ہم توحید پر قائم ہیں۔ نماز، زکوٰۃ اور حج ادا کرتے ہیں یہ صحابہ کرامؓ کی مرہونِ منت ہے۔ انہوں نے سختیوں اور تکالیف میں آپ ﷺ کے فرمان کا پاس رکھا۔ کبھی بھوک، پیاس، کپڑوں کا شکوہ نہ کیا۔ بلکہ جب بھی آپ کا فرمان ہوا کہ اس طرف جاؤ تو فوراً جاتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ”رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہ“ آج کسی بزرگ کی شان آسمان تک بھی ہو تو یہ اعزاز نہیں۔ قیامت تک کی تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کے سامنے تھی اور ان میں سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لیے ان کو منتخب فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی قربانی دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

آج عیسائی (حضور ﷺ کے خلاف) جو بکواس کرتے ہیں تو ان کے نبی علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی کہ ”اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ ﷺ“ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی ہے۔ یہ یہود آپ ﷺ کے دشمن تھے۔ دن رات آپ ﷺ کے خلاف سازشیں کرتے۔ حضرت عیسیٰؑ پر ان یہودیوں نے قاتلانہ حملہ کیا۔ حضرت عیسیٰؑ کی صفت ہے ”وَاَیَّدْنٰہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ“ حضرت جبرائیلؑ سفر و حضر میں آپؑ کے ساتھ بشکل انسان ہوتے۔ یہود نے حضرت عیسیٰؑ پر حملہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا اور اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو زندہ آسمان پر اٹھایا۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ زندہ ہیں، آسمانوں میں ہیں، قیامت کے قریب تشریف لائیں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ چالیس سال زندہ رہیں گے۔ ان کا نکاح ہوگا اور بچے بھی ہوں گے۔ روضہ اطہر میں چوتھی قبر کی جگہ خالی ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ میرے بھائی کو میرے ساتھ دفن کریں گے۔ وہ جب آئیں گے تو قرآن مجید کی خدمت کریں گے۔ یہ لوگ مانے یا نہ مانے۔ قیامت تب آئے گی جب وہ حالات آئیں گے جن سے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا۔

مرد و عورت نبوت کے جھوٹے دعوے کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کا خاتمہ کریں گے۔ ناموسِ رسالت سے جس نے بھی چھیڑ چھاڑ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تباہ و برباد کیا ہے۔ حضور ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ تاقیامت کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ آپ ﷺ کے بعد مدعی نبوت کافر ہے۔ اور اس کی تصدیق کرنے والا بھی مسلمان نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اتنی شان دی ہے کہ یہ مخلوق (یہودی) اس کو دیکھ نہیں سکتے۔ بنی اسرائیل اس انتظار میں تھے کہ آخری نبی بھی بنی اسرائیل میں سے ہوگا لیکن آخری نبی بنو اسماعیل میں آیا تو وہ حسد سے جل گئے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے حسد میں وہ کام کیے کہ وہ یہاں بیان کرنے کے قابل بھی نہیں۔ انہوں نے آپؐ کی حیاتِ طیبہ میں کیے یا اب کر رہے ہیں۔ وہ آپ ﷺ کے مقام کو دیکھ نہیں سکتے۔

حضور ﷺ کا فرمان ہے ”لَوْ کَانَ مُوْسٰی حَیًّا.....الخ“ محدثین فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰؑ کا ذکر مثال کے طور پر کیا ہے۔ حتیٰ کہ اگر حضرت آدمؑ یا حضرت ابراہیمؑ یہاں تک کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرامؑ بھی موجود ہوتے تو آپؐ کی اتباع کرتے۔ یہ آج جو کچھ ہوتا ہے حسد کی بناء پر ہوتا ہے کہ وہ آپؐ کی شان کو دیکھ نہیں سکتے۔

حدیث شریف میں ہے: ”مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ“ ایک ہے جھوٹ بولنا اور پھر آپ ﷺ پر جھوٹ بولنا۔ ایک دفعہ آپ ﷺ نے ایک اعرابی کو بھیجا کہ فلاں علاقے میں جا کر وہاں پر میرا سلام کہنا۔ یہ وہاں پہنچا تو انہوں اس کا بھرپور اکرام کیا۔ پھر

آنے کا مقصد پوچھا تو اس نے جھوٹ بول کر کہا کہ مجھے آپ ﷺ نے بھیجا ہے کہ آپ کی عورتوں میں جس طرح چاہوں تصرف کروں۔ وہ ایک دوسرے کو دیکھتے رہ گئے کہ آپؐ ایسی بات کس طرح کر سکتا ہے کہ اپنی بچیوں (امت کی خواتین آپؐ کی روحانی اولاد ہیں) کی بے عزتی کریں۔ انہوں نے اس سے کہا کہ آپ آرام کریں ہم مشورہ کرتے ہیں۔ انہوں نے چند آدمی بھیجے کہ حضور ﷺ سے عرض کریں ہم یہ نہیں مانتے کہ آپؐ نے یہ بات فرمائی ہوگی۔ انہوں نے جیسے ہی آپؐ سے بات کی تو آپؐ فوراً غضبناک ہوئے کہ اس نے مجھ پر جھوٹ بولا۔ دوسرے صحابہ کرامؓ کو بھیجا کہ جا کر اس کو قتل کر کے جلا دیں۔ مجھ پر یہ جھوٹ بولا کہ میں اپنی بیٹیوں کی بے عزتی کروں۔ جب وہ حضرات پہنچے تو یہ آدمی مر گیا تھا۔ پوچھنے پر بتایا گیا کہ وہ تو مر چکا ہے اور دفن کر دیا گیا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق اس کو قبر سے نکال کر تیل ڈال کر جلا یا۔ ان لوگوں کے یہ دعوے وغیرہ آپؐ کے ساتھ حسد کی وجہ سے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے بعد یہ دین ہمارے پاس امانت ہے اور اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ پوچھے گا۔

میں علماء کرام سے کہتا ہوں کہ عوام کو شمائل ترمذی پڑھایا کرو۔ مخلوق کو شمائل ترمذی سمجھاؤ کہ آپ ﷺ کا سر مبارک، بال مبارک، پیشانی مبارک، ابرو مبارک، داڑھی مبارک، ہاتھ مبارک اور اٹھنا بیٹھنا وغیرہ کیسا تھا جس طرح دیکھنے سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح کسی کے بارے میں سننے سے بھی اس سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ شمائل ہر مسلمان پڑھے تاکہ آپ ﷺ کی صورت مبارک سمجھے۔ آج مخلوق سے آپ کی زندگی چھپی ہوئی ہے۔ حضور ﷺ صرف بزرگ یا پیر نہ تھے کہ مسجد میں بیٹھے رہتے لوگ آتے، ہاتھ پاؤں دباتے اور دعا کراتے۔ اپنے علماء سے کہو کہ آپ کو شمائل ترمذی کا درس شروع کریں۔ ایک یا آدھ حدیث بیان کریں لیکن کھول کھول کر بیان کریں تاکہ مخلوق اپنے نبی ﷺ کی تابعداری شروع کرے۔

آپ ﷺ کا لباس کیسا تھا۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ جب دیوبند سے فارغ ہو کر آئے تو لوگ آپ کے پاس مبارکباد دینے آتے تھے۔ ان میں اس وقت کا ایک ''خان'' بھی آیا جس کے پائنچے ٹخنوں سے نیچے لٹک رہے تھے۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ خان صاحب! ہمارے نبی ﷺ کا یہ طریقہ نہیں تھا۔ رحلت تک آپ ﷺ نے تہہ بند استعمال کیا لیکن گھٹنوں سے نیچے اور ٹخنوں سے اوپر تھا۔ حدیث شریف میں ہے کہ: ''مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فَهُوَ فِي النَّارِ'' جو شلوار ٹخنوں سے نیچے ہو تو وہ (اس کا مالک) آگ میں ہوگا۔ اس خان نے پوچھا کہ آپ ﷺ کا طرز کیا تھا تو آپؒ نے فرمایا کہ گھٹنوں کے درمیان تک اور اس سے نیچے ہو تو ٹخنوں سے اوپر ہو۔ اس وقت اس خان کے بیس جوڑے تھے۔ وہ فوراً درزی کے پاس گیا اور درزی کو انہیں برابر کرنے کا کہا۔ اس وقت ایک کو ٹھیک کیا اور درزی کی دکان ہی میں تبدیل کر کے واپس آیا۔ حضرت مولانا صاحبؒ انہیں دیکھ کر رونے لگے۔ اے اللہ! ہمیں ایسے خان دے دیں۔ انہیں نبی کریم ﷺ کی زندگی معلوم نہیں تھی۔ معلوم ہونے پر بیس جوڑے کاٹے۔ نبی ﷺ کے طریقے کے بغیر اللہ تعالیٰ آپ کو دیکھتا تک نہیں۔

شمائل کی حدیث ہے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ سے آگے ایک صحابیؓ جا رہے تھے۔ وہ ایک زمیندار آدمی تھے اور اس کا ازار (لنگی، تہہ بند) نیچے لٹک رہا تھا۔ آپ ﷺ نے آواز دی ''اِرْفَعْ اِزَارَكَ'' اپنے ازار کو اوپر اٹھائیے۔ اس صحابیؓ نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور کہا کہ یہ کام کے کپڑے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری اتباع میں نئے اور پرانے کا فرق نہیں ہوگا۔ چاہے نئے ہوں یا پرانے ہوں۔ وہ صحابیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا تو آپ ﷺ کا ازار گھٹنوں کے درمیان تک تھا۔ یہ ''رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ'' ویسے نہیں ہے۔ آپ ﷺ کی زبان مبارک سے بات نکلی اور انہوں نے عمل کیا۔ قرآن پاک میں ''اَحْسَنُ عَمَلًا'' فرمایا ہے ''اَكْثَرُ عَمَلًا'' نہیں فرمایا۔ صرف ذکر کے بارے میں ارشاد ہے: ''اُذْكُرُوا اللهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا'' آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ''خُذُوْا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا تُطِيْقُوْنَ'' اعمال میں سے وہ اعمال کرتے رہو جس کی تم طاقت رکھتے ہو۔ آپ ﷺ نے کبھی بھی تمام رات شب بیداری نہیں کی۔ کبھی سوتے اور کبھی بیدار رہتے، کبھی ''صائم الدہر'' نہیں رہے۔ رمضان کے بعد چھ روزے شوال کے رکھے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے۔ ''لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ'' آپ ﷺ کا عمل علم کے عمل کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔ علم سے آپ ﷺ کے عمل کا نقشہ معلوم ہوگا۔

(باقی صفحہ 26 پر)

سالانہ ختم نبوت کانفرنس، ایبٹ آباد

رپورٹ: محمد سجاد اعوان، ایبٹ آباد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ فاروق اعظم کے زیر انتظام تیسری سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس عید گاہ اپر ملک پورہ ایبٹ آباد میں 12مئی 2024ء بروز اتوار دوپہر 1 بجے تا مغرب تک منعقد ہوئی، نقابت کے فرائض حضرت مولانا مفتی نورالحق صاحب نے سرانجام دیئے۔ تلاوت کی سعادت اقراء دارالاطفال کے صدرالمدرس قاری شان الٰہی صاحب نے حاصل کی۔ شرکائے کانفرنس سے حضرت مولانا سید مبشر حسین شاہ صاحب نے عقیدہ ختم نبوت کا معنی، مفہوم وتشریح اور اہمیت کو واشگاف الفاظ میں واضح فرمایا۔ حضرت مولانا پروفیسر مفتی آصف محمود صاحب نے اکابرین علمائے دیوبند کی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے حوالے سے جو خدمات ہیں ان پر مفصل بیان کیا۔ بعد ازاں شاعر ختم نبوت جناب محترم محمد وسیم شہزاد صاحب نے نعتیہ کلام پیش کیا۔

مجاہد ختم نبوت امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع سرگودھا حضرت مولانا نور محمد ہزاروی صاحب نے تحریک ختم نبوت کے تینوں ادوار پر اپنے مخصوص انداز میں سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ بعد ازاں نقیب محفل نے ثناء خوان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مولانا محمد اسماعیل تنولی صاحب کو مدعو کیا، انہوں نے لا نبی بعدی کا ترانا پیش کیا جس نے مجمع پر ایک ولولہ انگیز جذبہ طاری کر دیا۔

دوسرے مہمان خصوصی مجاہد ختم نبوت علامہ قاری اکرام الحق صاحب نے شمع رسالت کے پروانوں اور ختم نبوت کے دیوانوں پر جو ظلم وستم ہوئے وہ واشگاف الفاظ وانداز میں بیان فرمائے اور قادیانیت کے دجل وفریب اور چالبازیوں کو واضح فرمایا، اس کے بعد شرکاء نے پنڈال اور جامع مسجد تقویٰ، جامع مسجد بلال وغیرہ میں عصر کے فریضے کو جماعت سے ادا کرنے کا اہتمام فرمایا۔

دوسری نشست کے آغاز میں حافظ ابوبکر نے اپنی پرسوز آواز میں آیات ختم نبوت اور سورۃ الاعلیٰ کی چند آیات کی تلاوت کرکے سامعین کے دلوں میں قرآن کریم کی حقانیت اور قرآن کریم کو صحیح معنوں میں پڑھنے کا جذبہ بیدار کیا۔ حضرت مولانا مفتی محمد زبیر صلاح صاحب نے آئے ہوئے مہمان علماء کرام ومشائخ عظام اور تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے سامعین کو مساجد، مدارس، خانقاہوں، علمائے حق سے جڑنے کی ترغیب دی، خصوصاً عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکن بن کر زندگی گزارنے پر آمادہ فرمایا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ایبٹ آباد کے امیر حضرت مولانا مفتی عبدالواجد صاحب نے مہمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے تحفظ ختم نبوت کی اہمیت کو مجمع میں اجاگر کیا۔ اسی اثناء میں محفل کے روح رواں شیخ طریقت حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب جلوہ افروز ہوئے جن کا نعروں کے ساتھ استقبال کیا گیا۔ حضرت جی نے رضا بر قضا پر گفتگو فرمائی، صبر وتحمل اور شکر باری تعالیٰ کی طرف متوجہ فرمایا مجمع حضرت جی کی زیارت میں ہی محو تھا۔ شائقین نے بیعت کی درخواست کی تو حضرت جی نے شفقت فرماتے ہوئے بیعت بھی فرمایا اور معمولات بھی ارشاد فرمائے حضرت جی نے مختصر لیکن رقت آمیز انداز میں دعا فرمائی مجمع آمین کہتا رہا، اس طرح کانفرنس کا اختتام ہوا۔ سچ بات یہ ہے کہ عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا ہجوم تھا پنڈال کے باہر شارع عام پر بھی ایک چہل پہل سی تھی جو کہ شملہ موڑ سے کمیونٹی ہال تک آغاز سے اختتام تک رہی۔ عظیم الشان کانفرنس منعقد اور کامیاب کرانے میں محض اللہ تعالیٰ کا فضل کرم تھا اور اسبابی طور پر سات جماعتیں امیر محترم نے تشکیل دی تھیں: مولانا معوذ الرحمٰن صاحب، مولانا عبدالغفور اسحاقی، حضرت مولانا مفتی نور الحق صاحب اور مولانا فضل ربی صاحب، مولانا عباداللہ صاحب، بھائی یاسر عمر صاحب، بھائی قاری نعیم الرحمٰن محمد سجاد، مولانا نصیب شاہ صاحب، مولانا شمس الرحمٰن صاحب، مولانا طیب صاحب، مولانا وحیدالرحمٰن صاحب، مولانا نفیس الرحمٰن صاحب اور مولانا احتشام صاحب کو مختلف ذمہ داریاں سونپی گئی تھیں۔ ☆☆

دورِ حاضر کا عظیم فتنہ

اسمارٹ فون

قسط:۱۲

ازافادات:..... حضرت فیروز عبداللہ میمن مدظلہ

(۴) ان احتیاطوں کے ساتھ ہر پندرہ دن میں اپنے شیخ کو اطلاع کریں کہ غلط استعمال تو نہیں ہوا۔ اگر غلطی ہوئی ہو تو ضرور بتائیں، پھر شیخ جو ہدایت دے اس پر بھی اطلاع کریں کہ کتنا عمل کیا؟ کیا فائدہ ہوا؟ فائدہ ہوا یا نہیں ہوا؟ اپنے شیخ اور بڑوں سے کوئی بات نہ چھپائیں، کیونکہ بیماری کا علاج شروع میں آسان ہوتا ہے لیکن بیماری جب جڑ پکڑلے تو پھر کینسر بن کر جان لیوا ہوجاتی ہے۔ (۵) عام طور پر مشائخ گناہ نہ چھوٹنے پر ایک علاج یہ بھی بتاتے ہیں کہ اتنے نوافل پڑھو یا اتنا صدقہ دو کہ نفس پر گراں گزرے۔ اگر اس سے مرض کنٹرول نہ ہو تو مسلسل روزے رکھواتے ہیں جس سے نفس کا زور ٹوٹے لیکن ان باتوں پر از خود عمل کرنے سے پورا فائدہ نہیں ہوتا کیونکہ اس میں اپنی رائے اور نفس شامل ہوتا ہے۔ اس لئے شیخ کامل کے سامنے اپنے حالات پیش کرنا ضروری ہے، وہ جو تجویز کرے اس میں برکت ہوتی ہے، لیکن بعض لوگ عمل نہیں کرتے، اطلاع بھی نہیں کرتے، ہمت چوری کرتے ہیں اور پھر بہانہ کرتے ہیں کہ نظر بچانا، گناہوں سے بچنا مشکل ہے، ناممکن ہے۔ ان بہانوں سے تعلق مع اللہ نہیں ملتا اور کامل فائدہ نہیں ہوتا، مریض اگر دوا ہی نہ کھائے، پرہیز ہی نہ کرے تو صحت کیسے ہو؟ لیکن اللہ کے راستے میں مایوسی نہیں ہے، اگر گناہوں کا آخری اسٹیج بھی ہو تب بھی چار شرطوں سے توبہ کرنے سے سب معاف ہوجاتا ہے:

پہلی شرط یہ ہے کہ گناہ سے الگ ہو جائیں۔ مثلاً اگر گندی فلموں میں یا نامحرم سے فون پر بات کرنے میں مبتلا ہے تو ان آلات کو ختم کریں، اپنا نمبر اور ای میل بدل دیں۔

دوسری شرط اپنے گناہ پر ندامت ہو، دل کی یہ کیفیت ہو جو مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ کاش مجھے میری ماں نہ جنتی یا اگر پیدا ہو بھی گیا تو کوئی شیر مجھے چیر پھاڑ کر برابر کردیتا، آج کے حساب سے کوئی بلڈوزر مجھ پر چڑھ جاتا تاکہ ایسے پیارے رب کو گناہ کرکے، گندی فلمیں اور تصویریں دیکھ کر ناراض نہ کرتا۔

تیسری شرط پکا ارادہ کریں کہ آئندہ گناہ نہیں کروں گا۔ شیطان مایوس کرے گا کہ تُو پھر گناہ کرے گا، شیطان کو جواب نہ دیں بلکہ دل میں کہیں کہ میں معصوم نہیں، اگر گناہ ہوگیا تو دوبارہ توبہ کرلوں گا:

جب دل ہی لگا بیٹھے ہر ناز اُٹھانا ہے
سو بار اگر روٹھیں سو بار منانا ہے

چوتھی شرط یہ ہے کہ جس کا حق مارا ہو، اس کا حق ادا کریں یا اس سے معاف کروالیں، بدنظری اللہ تعالیٰ کا حق ہے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں۔

ان شرطوں کے ساتھ اگر ریت کے ذرات جتنے بھی گناہ ہوں تو سب معاف ہوجاتے ہیں اور صرف معاف نہیں ہوتے بلکہ اللہ تعالیٰ ایسے بندے کو اپنا محبوب اور دوست بنالیتے ہیں، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ“ (سورۃ الزمر: آیۃ ۵۳)

ترجمہ: ”کہہ دو کہ اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کررکھی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ یقین جانو اللہ سارے کے سارے گناہ معاف کردیتا ہے، یقیناً وہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔“ (آسان ترجمۂ قرآن)

حضرت والاؒ نے معافی اور توبہ کے مضمون پر عجیب جملہ فرمایا کہ ارے بھئی! کیوں گھبراتے ہو، ان کی معافی کا سمندر لامحدود ہے اور جس بندے کو معاف کرنا ہے وہ محدود ہے، چاہے قیامت تک کتنے بھی آجائیں، سب معاف! پھر دوستو! کیوں ہم معافی نہیں مانگتے۔ اس لئے کسی گناہ میں ابتلاء ہو تو فوراً شیخ کو بتائے تاکہ مرض آگے نہ بڑھے۔ پہلے خط لکھیں اگر ممکن نہ ہو تو ای میل کریں یا فون کرلیں، شیخ جو علاج بتائے ان تجاویز پر جان لڑا کر عمل کریں۔

بدنظری کرنے والوں کے ایک بہانے کا جواب:

”لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا“ (سورۃ البقرۃ: آیۃ۲۸۶)

ترجمہ: اللہ کسی بھی شخص کو اس کی وسعت سے زیادہ ذمہ داری نہیں سونپتا۔

﴿فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ (سورۃ التغابن: آیۃ۱۶)

ترجمہ: جہاں تک تم سے ہوسکے اللہ سے ڈرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں یہ واضح فرمادیا ہے کہ کسی انسان کو اس کی طاقت سے زیادہ کا مکلف نہیں بنایا گیا، اور انسان کو جو تقویٰ کا حکم دیا گیا ہے، وہ اس کی استطاعت کے مطابق ہے۔ آج کل بعض لوگ کہتے ہیں کہ گندی فلموں اور بدنظری سے اپنے آپ کو بچانا ناممکن ہے۔ ناممکن کہنا درست نہیں، مشکل تو ہے لیکن ناممکن نہیں۔ اگر ناممکن ہوتا تو اللہ تعالیٰ نظر کی حفاظت کا حکم ہی نہ فرماتے۔ آسان مثال سے سمجھ لیجیے کہ کوئی کہے کہ میں بدنظری کا شدید مریض ہوں، میں تو نظر بچا ہی نہیں سکتا، اسی وقت کوئی غنڈہ بدمعاش پستول لے کر آجائے اور اس کی کنپٹی پر رکھ کر کہے کہ تمہارے دائیں طرف حسین لڑکا اور لڑکی ہے اور بائیں طرف گندی فلمیں، نیٹ، کیبل کی بدمعاشیاں ہیں اور تم نظر باز نمبرون ہو لیکن اگر اس طرف دیکھو گے تو گولی ماردوں گا۔ اب وہی آدمی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر کہے گا کہ ٹریگر سے انگلی ہٹاؤ، میں ہرگز نہیں دیکھوں گا۔

سوال یہ ہے کہ اس میں یہ ہمت کہاں سے آگئی؟ معلوم ہوا کہ ہمت پہلے بھی تھی لیکن استعمال نہیں کررہا تھا، اب جان کے لالے پڑے تو استعمال کی کیونکہ جان پیاری ہے۔ اسی طرح جس دن اللہ تعالیٰ اور ایمان جان سے زیادہ پیارے ہوجائیں گے تو ایک نظر بھی خراب نہیں ہوگی۔ اس لئے جان لڑا کر ہمت استعمال کریں، میرے شیخ حضرت والاؒ فرماتے ہیں کہ ہر گناہ چھوڑنے کے لئے علاج بجز ہمت کے اور کچھ نہیں ہے۔ دل میں ٹھان لے کہ جان دے دوں گا مگر لاکھ تقاضا ہو گناہ نہیں کروں گا۔ جیسے کسی کو آٹھ آدمی قتل کرنے آجائیں تو اس کو معلوم ہے کہ جان چلی جائے گی، مگر مفت میں جان نہیں دے گا بلکہ مقابلہ کرے گا، وہاں سے بھاگنے کی کوشش کرے گا۔ تو جس ہمت سے آپ بدمعاش کا مقابلہ کریں گے اسی ہمت سے اس تقاضے کا مقابلہ کریں تب بچ سکیں گے۔ جان سے زیادہ ایمان بچانا ضروری ہے۔ جب گناہ کا تقاضا شدید ہو، اس کو کچل دیں، وہی تقاضا سب کا سب نور بن جائے گا۔

محبت وعظمتِ خدا اور فکرِ آخرت:

ارشاد فرمایا کہ جس کی محبت اور عظمت دل میں ہوتی ہے، اس کی نافرمانی نہیں کرسکتا۔ محبت و عظمتِ خدا اور فکرِ آخرت وہ چیز ہے جو بندے کو نافرمانی سے روکتی ہے، میرے شیخؒ کا شعر ہے:

سامنے ایسا خوفِ قیامت رہے
سب گناہوں سے میری حفاظت رہے

اکثر گناہ چھپ کر کئے جاتے ہیں کہ کوئی دیکھ نہ لے حالانکہ اللہ تعالیٰ تو ہم کو ہر وقت دیکھ رہے ہیں، اس پر بھی حضرت والاؒ کا کیا زبردست شعر ہے:

جو کرتا ہے تُو چھپ کے اہلِ جہاں سے
کوئی دیکھتا ہے تجھے آسماں سے

پوری دنیا سے شرم کی لیکن اپنے پالنے والے سے حیا نہیں کی۔ ایسے مواقع پر ان آیات کا دھیان رکھیں: 1:... اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی ترجمہ: کیا اسے معلوم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے؟ 2:... وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَ مَا کُنْتُمْ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ترجمہ: اور تم جہاں کہیں ہو، وہ تمہارے ساتھ ہے اور جو کام بھی تم کرتے ہو اللہ اس کو دیکھتا ہے۔ 3:... اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاھِھِمْ وَتُکَلِّمُنَآ اَیْدِیْھِمْ وَتَشْھَدُ اَرْجُلُھُمْ بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ترجمہ: آج کے دن ہم ان کے منہ پر مہر لگادیں گے، اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے، اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے کہ وہ کیا کمائی کیا کرتے تھے۔ یعنی یہ اعضاء جن کو ہم حرام مزہ دینے کے لئے گناہ کررہے ہیں، جنہیں اپنا دوست سمجھ رہے ہیں، قیامت کے دن ہمارے خلاف گواہی دیں گے، گویا اللہ کی سی آئی ڈی ہمارے ساتھ ہے۔ آہ! آج ہم سیکورٹی کیمروں سے تو ڈرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے؟ آج ہم کورونا سے جتنا ڈرتے ہیں اس کا ایک فیصد خوف بھی اللہ تعالیٰ کا آجائے تو ہم ان خرافات سے بچ جائیں گے۔

اگر گناہوں اور گندی فلموں سے جان نہ چھوٹتی ہو تو شیخ سے پوچھ کر موت، قبر، آخرت اور جہنم کا مراقبہ کریں۔

حدیث پاک میں ہے:

”اَکْثِرُوْا ذِکْرَ ھَاذِمِ اللَّذَّاتِ اَلْمَوْتِ۔“ (مشکوٰۃ: (قدیمی)؛ ص:۱۴۰)

موت کو کثرت سے یاد کرتے رہو کیونکہ موت کی یاد تمام لذتوں کو توڑ دینے والی ہے۔ کمزور اعصاب والے اس مراقبہ کو نہ کریں بلکہ اللہ تعالیٰ کی

نعمتوں اور رحمتوں کو سوچیں، آپ ﷺ کی سیرت طیبہ، طائف کا واقعہ، صحابہ کرامؓ کے واقعات، مجاہدات یاد کریں، اس سے بھی دل نرم ہوتا ہے۔

ایک تابعی کو ایک عورت نے گناہ کی دعوت دی تو انہوں نے اس سے کچھ سوالات کئے، جس کے بعد وہ عورت توبہ کر کے ولیہ ہوگئی، ہر گناہ سے پہلے ان سوالات کا جواب دل میں سوچ لیں:

① موت کا فرشتہ روح قبض کرنے آجائے تو اس وقت ہمیں یہ گناہ اچھا لگے گا؟ ② لوگوں کو ان کے اعمال نامے دیئے جا رہے ہوں اور تجھے اپنے اعمال نامے کے متعلق معلوم نہ ہو کہ دائیں ہاتھ میں ملے گا یا بائیں ہاتھ میں، اس وقت ہمیں یہ گناہ اچھا لگے گا؟ ③ پل صراط کو عبور کرتے ہوئے ہمیں اس گناہ کی خواہش ہوگی؟ ④ اللہ کے سامنے اپنے اعمال کے سوال و جواب کے لئے جس وقت ہم کھڑے ہوں، اس وقت اس گناہ میں ہمیں رغبت ہوگی؟

ترکِ گناہ کا لذیذ طریقہ: صحبتِ اہل اللہ:

ارشاد فرمایا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم گھر میں فارغ رہتے ہیں تو وقت گزاری کے لئے ٹی وی، موبائل اور نیٹ چلاتے ہیں تو تجربہ یہ ہے کہ جب بندہ فارغ ہوتا ہے تو گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے لہٰذا خود کو مصروف رکھیں۔ سب سے اچھی مصروفیت اہل اللہ، نیک بندوں کی خدمت میں آنا جانا اور ان کی صحبت میں بیٹھنا ہے۔ اس سے دین پر چلنا نہ صرف آسان ہو جاتا ہے، بلکہ لذیذ ہو جاتا ہے کیونکہ جیسے دوست ہوتے ہیں، جیسی صحبت ہوتی ہے ویسا ہی انسان بن جاتا ہے۔ نیک صحبت کی مثال ایسی ہے جیسے عطر کی دکان، آپ عطر کی دکان پر گئے، اگر وہ سخی ہے تو کچھ عطر روئی میں لگا کے مفت میں دے دے گا، اور اگر آپ کی جیب میں روپے ہیں تو آپ خرید لیں گے، اور اگر کچھ نہ ہوا تو خوشبو تو مل ہی جائے گی۔ اور بُری صحبت کی مثال ایسی ہے جیسے لوہار، ویلڈنگ کی دکان، جہاں یا تو آپ کا کپڑا جل جائے گا یا اس کی کوئی چنگاری لگ جائے گی، اور اگر کچھ نہ ملا تو دھواں تو ملے گا ہی۔

حدیث شریف میں ہے:

((اَلْمَرْءُ عَلٰى دِيْنِ خَلِيْلِهٖ فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَّنْ يُّخَالِلُ)) (مشکوۃ المصابیح: (قدیمی) ؛ باب الحب فی اللہ و من اللہ؛ ص ۴۲۷)

"ہر شخص اپنے گہرے دوست کے دین پر ہو جاتا ہے، پس دیکھ تیرا دوست کون ہے؟ یعنی اگر آپ کا دوست فلموں اور گندی حرکتوں میں مبتلا ہے تو آپ بھی خود بخود ان گناہوں میں مبتلا ہو جائیں گے۔ اس لئے بُرے دوستوں سے مشرق مغرب کی دوری رکھیں اور ان جگہوں پر بھی نہ جائیں جہاں یہ گناہ ہوں کیونکہ ایسی جگہ جانا صحیح نہیں۔ نیک مجالس کا اہتمام رکھیں کیونکہ اللہ والوں کی صحبت گناہوں کو چھوڑنے میں اکسیر ہے خصوصاً اپنے شیخ کی صحبت، اگر وہ میسر نہ ہو تو اپنے شیخ سے پوچھ کر دوسرے نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھیں کیونکہ اہل اللہ سے اللہ کی محبت حاصل ہوتی ہے، اور جس سے محبت ہو اس کی نافرمانی نہیں کی جاتی۔"

حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ جس گاڑی میں پٹرول نہ ہو تو کب تک اس کو دھکا دیتے رہو گے، انجن میں پٹرول ڈال دو، پھر دیکھو کیسا بھاگتی ہے کہ دھکا دینے والے جو پسینہ پسینہ ہو رہے تھے وہ بھی اس میں بیٹھ جائیں گے۔ لہٰذا کب تک خوف کے ڈنڈے سے عمل کرو گے، دل میں اللہ کی محبت کا پٹرول ڈلوالو، پھر تمہاری رفتار ایسی ہوگی کہ لوگ حیران رہ جائیں گے۔ صحبتِ اہل اللہ دین و دنیا کی بھلائیوں کا مجموعہ ہے، دینی مجالس سے ہی دین پھیلا ہے۔ جتنا وقت بھی ملے اس کو قیمتی بنائیں اور جس اللہ والے سے مناسبت ہو اس کی صحبت میں آنا جانا رکھیں اور اپنی اصلاح کروائیں۔ (جاری ہے)

بقیہ:.... آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ کی اتباع کی جائے

آپ ﷺ اپنے گھر میں بکریاں دوہتے، اپنے کپڑے خود مرمت کرتے، اپنے جوتے خود مرمت کرتے۔ آج ہم علماء بھی یہ کام نہیں کرتے۔ ایک کی بجائے نو بیویاں تھیں۔ جب محبت پیدا ہوتی ہے تو پھر ختم نبوت پر قربانی دیں۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے ایک غزوہ میں اپنے والد جراح کا سر تن سے جدا کر کے آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ تو عرض کیا کہ یہ میرا والد جراح ہے۔ یہ آپ ﷺ کا مخالف تھا اور مجھے آپ ﷺ سے زیادہ محبوب نہیں تھا۔ یہ ایک باپ ہے اگر سینکڑوں باپ بھی ہوں تو آپ ﷺ پر قربان۔ آپ ﷺ نے خوش ہو کر فرمایا: "اِنَّ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنٌ وَاَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْ عُبَيْدَةَ" حضرت عمرؓ کے زمانے میں آپؓ شام کے گورنر تھے۔ حضرت عمرؓ نے آپ کے ہاں جانا چاہا تو آپؓ نے منع کیا۔ حضرت عمرؓ نے اصرار کیا اور پھر روانہ ہوئے۔ جا کر گورنر ہاؤس میں دیکھا تو وہاں پر ایک چکی، اونٹنی، تلوار، کمان اور تیر تھے۔ یہ ختم نبوت کا کام ہے۔ صرف نعروں سے نہیں بلکہ حقیقت میں آپ ﷺ کی زندگی اپنانا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں میں آپ ﷺ سے سچی محبت پیدا کرے اور اس اجتماع اور اس میں ہماری شرکت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

خوشخبری
مدارس، اسکول، کالج اور یونیورسٹیز کے طلباء کرام اور عوام الناس کے لئے
بمقام
دفتر عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوۃ نمائش چورنگی ایم اے جناح روڈ کراچی
فرما گئے یہ ہادی
لانبیّ بعدی
نامور علماء ومناظرین و ماہرینِ فن لیکچر دیں گے اِنشاءاللہ
آیئے اور ایمان بڑھائیے
4 روزہ ختم نبوۃ کورس
عظیم الشان
بتاریخ
21 تا 24 جون 2024
بروز جمعہ تا پیر
صبح 8 تا 12:30
زیرِ نگرانی
استاذ العلماء
یادگار اسلاف
حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب مدظلہ
امیر عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوۃ کراچی
زیرِ نگرانی
خطیب پاکستان
مجاہد ختم نبوت
حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب مدظلہ
مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوۃ
زیرِ سرپرستی
اُستاذ العلماء
یادگار اسلاف
حضرت مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری صاحب مدظلہ
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا ✥ امتحان میں کامیاب ہونے والے طلباء کرام کو اسناد دی جائیں گی
✥ پوزیشن حاصل کرنے والوں کو انعامات بھی دیئے جائیں گے ✥ امتحان میں وہی طلباء شرکت کر سکتے ہیں
جن کا باقاعدہ کورس میں داخلہ ہوا ہو۔
نوٹس لکھنے کے لئے کاغذ، قلم ہمراہ لائیں۔
آئیے مجاہدین ختم نبوت اور غلامان محمد ﷺ کی فہرست میں شمولیت اختیار کریں
نوٹ: کورس میں شرکت کے لئے دیئے گئے واٹس ایپ نمبر پر رابطہ کریں۔ 0333-6552183
زیرِ اہتمام: عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کراچی
برائے رابطہ: 0332-2454681
www.khatm-e-nubuwwat.com
پشاوری پرنٹرز 0331-3796371 0315-3796371 کراچی
Email:peshawari371@gmail.com

عقیدۂ ختمِ نبوت کی سربلندی، تحفظِ ناموسِ رسالت اور فتنۂ قادیانیت کے استیصال کے لیے

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کے ساتھ تعاون کی اپیل

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کو دیجئے

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کا تعارف

❁ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت اکابر علمائے اُمت کی قیادت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و ناموس اور عقیدۂ ختمِ نبوت کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دینے والی بین الاقوامی جماعت تردید قادیانیت کے محاذ پر تمام مذہبی و دینی جماعتوں کا مشترکہ پلیٹ فارم ہے۔ ❁ جماعت کی کوششوں اور قُربانیوں کی بدولت الحمدللہ! قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، امتناع قادیانیت آرڈی نینس نافذ ہوا، قادیانیت کا فتنہ روبہ زوال ہوا۔

❁ ملک بھر کے تقریباً تمام بڑے شہروں میں مجلس کے زیرِ اہتمام 30 مراکز و مساجد، 40 مبلغین جبکہ 12 سے زائد دینی مدارس و مکتب خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ❁ مجلس کے شعبہ تصنیف و تالیف سے ردِ قادیانیت کے موضوع پر اکابرینِ اُمت کی بیسیوں ضخیم اور معرکۃ الآراء کتب طبع ہو چکی ہیں۔

❁ عربی، اُردو، انگریزی اور دیگر زبانوں میں مُفت لٹریچر کی تقسیم۔ ❁ ہفت روزہ ''ختمِ نبوت'' کراچی اور ماہنامہ ''لولاک'' ملتان کے ذریعہ قادیانیت کا محاسبہ۔ ❁ اعلیٰ عدالتوں میں قادیانیت کا تعاقب۔ ❁ مدرسہ عربیہ مسلم کالونی چناب نگر میں دارالمبلغین اور سالانہ ردِ قادیانیت کورس۔ ❁ پورے ملک میں ختمِ نبوت کانفرنسز، سیمنارز، کوئز پروگرام، تربیتی کورسز کے ذریعہ قادیانی دجل کا محاسبہ۔ ❁ مُفت ختمِ نبوت خط و کتابت کورس۔ ❁ انٹرنیٹ، سی ڈیز اور سوشل میڈیا کے ذریعہ ابلاغ ختمِ نبوت اور تردید مرزائیت۔

اس کام میں مخیر دوستوں اور دردمندانِ ختمِ نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں۔

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c # 0010010964680019
IBAN # PK068ABPA0010010964680019 (انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر)
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT
Account # 0010010964710018
IBAN # PK45ABPA0010010964710018 (انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر)
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

ترسیل زر کا پتہ: دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
فون +92-61-4583486, +92-61-4783486
رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)، ایم اے جناح روڈ کراچی
فون +92-21-32780337 فیکس +92-21-32780340

اپیل کنندگان:

- حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ — امیر مرکزیہ
- مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب — نائب امیر مرکزیہ
- حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری دامت برکاتہم — نائب امیر مرکزیہ
- حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری صاحب — مرکزی ناظمِ اعلیٰ